

DATE LABEL

Call No.....

Date.....

Account No.....

J. & K. UNIVERSITY LIBRARY

This book should be returned on or before the last stamped above.
An overdue charges of 6 nP. will be levied for each day. The book is
kept beyond that day.

W!

774 0

کتابخانه

و صنایع و مکاتیب و صنایع و مکاتیب
بعون بی بی نین و بی بی نین

ما در مجموعہ غزلیات کا دریف احمدی بی بی نین کلام کبریا نصائح کا ما و بادی

بی بی نین

بسو کمال و بی بی نین ساعہ حیران سخن بی بی نین غلام و صنایع لاری نظم فرمایا

میرزا بی بی نین و بی بی نین و بی بی نین
بی بی نین و بی بی نین و بی بی نین



بسم الله الرحمن الرحيم



<p>چو ایر آوزی کن گوهر افشان چشم گریان مسلسل کن تبار عین مویش دل جان خدا کن جان به بخت که یابی وصل جانان بسوز غم سوزان سینه خورشید رختان نگون سر شو که سازی سرنگون گردان</p>	<p>بمحمد ایزدی تر کن زبان گوهر افشان را میقد شو بدام حلقه زنجیر گیش بده دل تا که محبوب جناب دلربا باشی بداغ بندگی نه داغ حسرت برده تابان نشین بر فرش تاهمای عرش برین باشی</p>
--	---

مطلع

<p>ز جوش دیده گریان گریان برق خندان بدان باو حدتش غروب هر کبر و سلیمان بجواند مقام حق پرستی حق پرستان را هوادار سر کوشش نخواهد سیرستان را نه با مو ضعیفش همسری زید سلیمان را بخود خاکسارش ارتعاع جرح گردان را</p>	<p>ز چشم خون فشان بے آبرو کن ایر گریان بیک چشم ارادت کن نظر و رنگ بدهر دم بشهره حقیقت نه قدم ای طالب مولی نمی بیند بر غبت بر رخ گل عاشق رویش نه دارا و عوی هم پایی دارد بدر باش میجو اید گدا س در گمش اعزاز سلطانے</p>
--	---

نداری چون طینت جوهر انسانیت مسرور
 با انسانان چرا بد نام کردی نام انسان را

زبان پر ذکر حمدانزدی ہر دم روان رکھنا خدا کا ذکر جاری عمر ساری ہر زبان رکھنا تعلق توڑ دینا چھوڑ دینا اسکی پابندی کسی گھر میں نہ گھر کر بیٹھنا اس دار فانی میں ملیکی کیا مدد تجھ کو مددگار ان دنیا سے اٹھالینا تصور غیر کی صورت کا آنکھوں سے	فقط یاد الہی سے غرض اسے میری جان رکھنا زبان رطب لسان رکھنا بیان عبد البیان رکھنا خبر دار اپنی گردن پر یہ بار گراں رکھنا ٹھکانا بے ٹھکانا اور مکان بر لا مکان رکھنا امید باوری ان کے بیان رکھنا نہ وان رکھنا فقط سنبے کو آئینے میں نقش و لستان رکھنا
--	--

مطلع

برائے نام بھی اپنا نہ کچھ باقی نشان رکھنا بہت مضبوط گھر ہے عاقبت کا دار دنیا سے نہ دکھانا کسی مدین کو نقشہ اپنی حالت کا تجھکا رکھنا بد رگاہ خداوندہ جان گردن بھلا نامت کسی دم بھی تصور حق کی صورت کا	نہ تن رکھنا نہ دل رکھنا نہ جی رکھنا نہ جان رکھنا اٹھالینا بیان کے اپنی دولت اور وان رکھنا یہ صورت غیر کی آنکھوں سے صورت نہان رکھنا سر عجز و نیاز و بندگی بر آستان رکھنا خیال رو جانان اپنے دل میں ہر زمان رکھنا
--	---

حقیقت میں بہت پر خوف ہے رستہ طریقت کا
قدم اپنا سمجھ اور سوچ کر رسم و رہبان رکھنا

جب نہ تھا یہ عالم ایجاد کیا موجود تھا صنم ایجاد پر جاری نہ تھا جسم مسلم سب کے آنے سے یہاں پہلے تھا جان کا ملو جب تک ان فانی مکانوں میں ہا انسان کہیں ساتھ کیا لیا لیا گیا جب جائیگا اے خیر کیون کی اس حاضر و ناظر پر انسان نے نظر کیون نہ پایا فیض عرفان اُسے اپنی ذات سے	پر وہ دار پر وہ وحدت خدا موجود تھا سب کا نقشہ لوح قدرت پر لکھا موجود تھا دل نہ تھا موجود لیکن دلربا موجود تھا ہر گھڑی بیک اجل سر پر کھڑا موجود تھا آیا تھا جس وقت تیرے پاس کیا موجود تھا کیون نہ دیکھا اسکو جو ہر ایک عالم موجود تھا جسکے خود گھر میں یہ گنج بے بہا موجود تھا
---	---

آدمی کو مل گیا اس عالم ایجاد میں	پہلے جو مقنوم میں اُسکے لکھا موجود تھا
چھپکے اور عاصی کیسے کسوا سٹے تو نے گناہ	جب خدا ترے مقابل دیکھتا موجود تھا
ابتدا میں یا و حق سے جسے پائین لذتیں	انتہا تک بزربان اُسکے مزا موجود تھا

روز چھپ چھپ کر تجھے غارت یہی کرتا رہا
چور جو گھر میں ترے سرور چھپا موجود تھا

موجود نیچے ہے وحدت کا جسے مدعا پایا	اُسی بندہ نے پانی پر خدائی اور خدا پایا
پہلے لوگوں کی جسے اچھی صحبت کا مزا پایا	بھلائی کی اُسی نے چکھی لذت اور مزا پایا
بڑھایا جسے پایہ عاجزی و خاکساری کا	بڑا رتبہ اُسی نے حق سے پایا اور بڑا پایا
قدم سر سے بنا کر جو براہِ جستجو دُورا	سُراغ اُسنے نکالا اپنے حق کا اور تپا پایا
خدا پایا نہیں گر بندہ ناواں نے دنیا میں	اگر پایہ شمشاد ہی کا پایا ہے تو کیا پایا
بلند اتنا ہے پایہ بارگاہِ لائیرالی کا	ملا پایہ سے جسکے عرش کو معراج کا پایا

مطلع

بشر او طریقت جسے کامل رہنا پایا	اُسی نے منزل صدق و صفا کا راستہ پایا
حقیقت کی حقیقت کس طرح ظاہر کرے کوئی	یہاں آکر وہ خود گم ہو گیا جسے تپا پایا
فدا جان جسے کر دی خود بخود اُسکو ملا جانان	خوشی سے دیدیا دل جسے اُسنے ولہر پایا
کھلی آغا ز اور انجام کی کسر ہے ماہیت	بھلا ہو کسے اُس بے انتہا کا انتہا پایا
نظر و ڈرائی اور دنیا میں دیکھا چار سو تہنے	مگر اُس ایک کا ثانی نہ کوئی دوسرا پایا

تجھکا کر سر بدرگاہِ الہی کی دعا جہ دم
وہیں سرور نے دروازہ اجابت کا کھلا پایا

نہ کر اندیشہ امروز و فردا	کہ ہے ہر وقت مولیٰ دینے والا
ہمیشہ اپنے خالق سے مدد مانگ	بہر حال وہر وقت وہی سر جا

<p>خدا کی خلق میں خالق کا جبر کہ ہو وہ نون جہان میں بول بالا حقیقت میں یہ ملک و مال و دنیا کہیں پورا نہیں اُس کا ٹھکانا اسے ناحق بھی ملک و مال اپنا وہی اچھا ہے ہر بندہ سے بندہ کبھی جھک جھک کرے طاعت کا سجدا بشکل بندگان دستِ تمت نہ افسردہ دن نہ اسکندر نہ دارا نہ پھر جا کر کوئی آیا دو بار پکڑ عادت بہ تسبیح و مصلا بہت افسوس کراے مرد دانا بہا آنکھوں سے پانی مثل دریا</p>	<p>ذرا کہول آنکھیں تاج کو نظر آئے اطاعت میں سدا رکھ پست گردن کسی بندہ کی ملکیت نہیں ہے بہر خانہ پھر اکر تی ہے دولت سمجھ لیتے ہیں لیکن بعض نادان جو حق کے حکم سے گردن نہ پھرے کبھی وہ ہو قیام بندگی میں بد رگاہ و حسد اپھیلانے رکھے نہ چھوٹا مرگ کے نیچے سے رستم کوئی پہونچا نہیں اس گھر سے پیغام رہو ہر وقت مشغول عبادت گنہ آجائیں جب اپنے سمجھے یاد بہت سارو بشکل ابر گریان</p>
---	--

<p>گوئی بندہ نہیں سرور تیرا دوست و گرے تو فقط مولیٰ ہی مولا</p>	<p>روایت</p>
--	--------------

<p>خاک و شوتا بر ندت از زمین تا آفتاب در دو ہفتہ تا شود چہشت سراپا آفتاب قطرہ شویا بحر حوشان فرہ شویا آفتاب تا نگر دو از رہ مغرب ہویدا آفتاب پر تو افکن گرد و از یک لمعہ صدا آفتاب میناید چہرہ تابان ز مہر جا آفتاب</p>	<p>و رہ شوتا بستے حاصل کنی با آفتاب باش اندر سجده تسلیم خم مثل ہلال در طلب شوط لب کمرنگ یا مطلق لب تو بہ کن تو بہ پشیمان شو کہ این در بستہ نیست بیشک ز انوار لطف مہربان جزو کل ہست نور قدرتش روشن ہرست بلند</p>
--	--

<p>دور کن از مطلع تماشا خود کرد و عیار حاضر و ناظر ہے وہ خلاق اکبر و زو شب مثل جانِ خرد بدن ہے ہر گھڑی وہ جانِ جان چہرہ دکھلاتا ہے وہ ہر طالب و دیدار کو جا بجا ہے پر تو افکن آفتاب معرفت جاویں ہو آٹھون بہر دریا و لطف سرمدی ہر جگہ اس بار ہر جانی کا رہتا ہے قیام تازہ تازہ رنگتین بدلاتا رہتا ہے مدام بندگان ذاتِ مولیٰ سالکانِ اہ حق رزق دیتا ہے وہی روزی رسانِ شام و صبح بادشاہانِ زمانہ مالکانِ مملکت حضرت حاجت روا کا ہر گدا محتاج ہے</p>	<p>جلوہ گر کرد و چشمِ روشنت تا آفتاب سرورِ اختر بر حمدِ ایزدی کار تو نیست خود تو میدانی یہ نسبتِ ذرہ را با آفتاب</p>
<p>روز و شب پھیلا بدرگاہِ خدا دستِ نیاز بندگی کر سر جھکا کر حق کی سرور و زو شب</p>	<p>روز و شب پھیلا بدرگاہِ خدا دستِ نیاز بندگی کر سر جھکا کر حق کی سرور و زو شب</p>
<p>جب کھڑ جانی چمن سے آشیانِ عندلیب گل کو لیجا بیگا جب گلبن سے گلچمن توڑ کے فناک اڑ جائیگی جب اس خاک سے بنیاد کی گل کا گل ہو جائیگا گلزارِ سو حسین چراغ روئیکلی کیونکر نہ گل کی یاد میں وقتِ خزان</p>	<p>پھر کہاں جز لامکان ہو گا مکانِ عندلیب ساتھ ہی لٹکی ہوئی جائیگی جانِ عندلیب پھر کہاں رہ جائیگا باقی نشانِ عندلیب اُس گھڑی پھولیکا ہر داغِ نہانِ عندلیب ابر کے مانند چشمِ خوںِ نشتانِ عندلیب</p>

مطلع

گزر زبان اپنی بھی بجائے زبان عندلیب
کوئی دن ہے مالہ قمری فغان عندلیب
زراع کا مسکن نیک آشیان عندلیب
خاک کھا جائے جب تک استخوان عندلیب
رہ گیا باقی زبان پر داستان عندلیب
ہو یہ فخر و اقتدار و غر و شان عندلیب

ہم بھی نصف گل میں بن ہرستان عندلیب
سار و چپ ہو جائیگے آخر کو مرغان چمن
آلو بولنیگے جہان اب بولتی ہیں بلبلین
جسم سے بلبل کے جائیگی نہیں گلشن کی بو
گذرا موسم گل بھی گلشن کے سبھی مرجھا گئے
موسم گل تک فقط اس بوستان ہرین

ہم زبان گل سے اے سرور اگر مطلوب ہے
عاشقوں سے سیکھ لے اول زبان عندلیب

ہو رنجیدہ دل کیلئے بے سبب
ہو لکڑتا ہو آپہ حب فضل رب
عجب ہے عجب ہے عجب ہے عجب
ہو انسان کی دنیا میں حالت عجب
تیری بہتری کا زمانہ ہے اب
تو پھر خواب غفلت سے اٹھ گیا کب
اٹھاتا ہو کیوں بار رنج و تعب
سفر کر کے جائیگا دنیا سے جب
مسبب ہی کرتا ہے پیدا سبب
سکھائی ہیں اپنی عبادت کو وہ جب
یہاں سے گیا جب پھر آ گیا کب
باکرام و اعزاز و خلق و ادب

ہے کیوں بندہ پابند غم و زو شوب
سنور جاتے ہیں کام بند کیے سب
خدا پر نہ شاکر ہو یہ خاکسار
کبھی ہے وہ خورسند غمگین کبھی
ہیں تیری کمائی کے دن آجکل
نہوگا اگر آج ہنسیا ر تو
تو مرتا ہے دنیا پہ کیوں اسقدر
دم آخرین سخت پھپٹا ایگا
تیرے سود و بہود کے واسطے
بنایا ہے بندہ خدا نے تجھے
ہو اب وقت کر لے جو کرنا ہو کام
زمانہ میں اساری خلقت سے پیش

عمل کا شرف حق کو منظور ہے نہ پوچھ گیا سرور حسب و نسب	
آنکھیں کھول اور دیکھو دشمن ہر طرف انوار ذات جلوہ گر ہے ذات کا جلوہ بہستان جہان محوسن ذات حق ہر عند لیب زار ہے ہر صفت ہی منظر نور صفات ایندوی کون لا یعقل بھلا منکر صفات حق ہے دل کو کر لے منظر فیض صفات ذات حق	نیکے بنیادیدہ باطن سے کرویدار ذات ذات کو گلشن میں یہ پھولی ہوئی گلزار ذات چہرہ ہر گل پہن پر تو گلن انوار ذات ظاہر ہو یا ہی ہر اک اظہار سے اظہار ذات کو نہ سابد ذات کرتا ہے بھلا انکار ذات اپنے سینہ کو بنا گنجینہ اسرار ذات
مطلع	
پھولتی پھلتے رہیں گے حشر تک گلزار ذات تیری صورت کے مصوّر کی نمایان شکل ہے	ہے شگفتہ تا قیامت گلشن بے خار ذات ہو عیان خود تیری اپنی ذات میں آثار ذات
ذات حق کا قرب ہی سرور اگر مطلوب ہے چھوڑ دی سب دعویٰ قومیت کو اور تکرار ذات	
ہی چاروں طرف جلوہ گر اُسکی صورت ہی شام اُسکی صورت سحر اُسکی صورت وہ صورت کو پائند رہتے نہیں ہین لکھا رکھا ہے ہر جگہ اُسکا نقشہ اُسی کی بہار اور اُسی کی خزان ہے کوئی سمت بھی اس کے خالی نہیں ہے جو ارباب بنیش ہیں وہ دیکھتے ہین اگر دیدہ دل سے اُٹھ جائے پر وہ	ادھر اُسکی صورت ادھر اُسکی صورت یہ دونوں ہیں شمس و قمر اُسکی صورت جو رکھتے ہیں زیر نظر اُسکی صورت کھینچی رکھی ہے سب کے گھر اُسکی صورت ہی ہر نیک و بد خشک و تر اُسکی صورت نمایان ہی دیکھو جدھر اُسکی صورت منتقل ہو دار و در اُسکی صورت بہر صورت آئے نظر اُسکی صورت

<p>رہیگی نہ باقی مگر اسکی صورت یہ ہیں صورتیں سرسبز اسکی صورت</p>	<p>یہ چھپ جائیگی صورتیں جہت درہین اسی شکل سے ساری ملتی ہیں شکلیں</p>
<p>دورادیکھ سرور کہ تجھ کو نظر آئے چپ و راست زیر و زبر اسکی صورت</p>	
<p>کبھی دن جلوہ دیتا ہے کبھی رات نہوگا کچھ بھی اسے مرد نکو ذات کہ اسکی محض بے لذت ہیں لذات کہ کٹ جائیں خوشی سے تیری اوقات کہ ہے اس فیض سے خالی یہ ظلمات قدم رکھو یہ استمکام و اثبات باجیل و بفسر قان و تہورات کہ منظور خدا ہوں تیری خدمات الگ دنیا کے سر پر مار کر لات بدل ڈال اپنے سب بیجا خیالات یہ گنج و مال و عالیشان عمارات</p>	<p>بدلتے رہتے ہیں دنیا کے حالات بغیر از مرگ حاصل زندگی سے مزا حاصل ہے کیا دنیا سے تجھ کو اٹھامت برنج و تکلیف اسکی خاطر نکر اس میں تلاش آب حیات روہ حق پر اگر چلنا ہے منظور لکھا ہے ایک ہی وحدت کا مضمون فقط اخلاص دل سے بندگی کر خدا کے واسطے فی الفور ہو جا تصور دور کر کے اسکا دل سے اوٹھالیا بیگا کیا اپنے سر پر</p>
<p>غزل ایک اور بھی لکھ ایسی سرور کہ در و انگیز ہیں تیرے خیالات</p>	
<p>کہ آئندہ کھلے باب فتوحات نہ لاجز و کر کوئی برز بان بات تعمیل کن کہ فی التاخیر آفات بہر حالت کبھی دن اور کبھی رات</p>	<p>جو گھر کا مال ہے سب کر دی خیرات نفی اثبات کا ہر وقت کر ذکر نکوئی کرنے میں مانند حبامی کیا کر بندگی اپنے خدا کی</p>

<p>بگاڑاے نیک خوست اپنی عادات کہ اس بازی میں آخر آئیں گی بات کہ ہے اسکو بقا دن پانچ یا سات کہ ہے بیفائدہ ان کی ملاقات ہوا کرتے ہیں سب حاضر یہ حضرات یہ تعظیم و یہ تکریم و مدارات نہ آئیں گے نظر یہ بے وفا ذات</p>	<p>خلاف حکم کوئی بات مست کر ہے بجا کھیل تیسری زندگی کا نہ کر اس زندگی پر بھروسہ محبت کچھ نہ رکھ ان دوستوں سے ترے گھر میں فقط مطلب کے خاطر ترے دل کے لبتھانے کے لیے ہیں نکل جائیگا جب مطلب دوبارہ</p>
---	--

رہے بستان دل سرسبز سرور
جھڑی باندھے اگر آنکھوں کی سیرات

<p>کہ صاف سمجھو دکھائے وہ دلربا صورت خدا کو جا کے دکھائیگا ورنہ کیا صورت نہ بار دیکھیگا تیری نہ آشنا صورت کبھی نہ عاشق صورت کی دیکھنا صورت بدل کے نکلی ہے کیونکر یہ بدنام صورت تری رہائی کی نکلے گی دیکھیں کیا صورت ذرا تو شرم کراے مرد بجا صورت بگڑ نہ جائے کہیں تیری انتہا صورت دکھاتی ایک ہی صورت ہو جا بجا صورت دکھاتا اپنی خدائی سے ہو خدا صورت</p>	<p>تو پہلے آئینہ دل کی کر صفا صورت ابھی سے بگڑی ہوئی اپنی تو بنا صورت اجل کے پردہ میں حب لیکتا تو چھپا صورت ہمیشہ رکھنا طلب طالبان محسنی کی پلٹ گیا ترا کیونکر وہ خوشنما نقشہ تو بختیا جائیگا کس طور سے خدا جانے تو بندہ ہو کے نہیں حق کی بندگی کرتا کرا ایسی پہلے سے اصلاح اپنی صورت کی وہ ایک جلوہ وحدت ہے جلوہ گر گھر گھر وجود خلق خالق ہی کا عین نقشہ ہے</p>
--	--

بغیر خاک نظر آئیں گے کچھ سرور
تو اپنی غور سے دیکھیگا دوزا صورت

دوستی میں جھگڑ سکتے ہیں کیا آرام دوست مان فرمان اور مسلمان دور کر کفر و نفاق نیک بُد سے دوستی اپنی بڑھا اچھل کل دوستی نیکوں کی تھکونیکوئی ہو نچا سگی مرد نیکر زاد راہ آخرت پہونچا ہسم ہو کا تو جس وقت سارے دوستوں کے نامید منہ دکھائی گئے نہ پھر رہوں تلک بھی دیکھنا چھوڑ دو اور دوستوں ان دوستوں کی دوستی یار ہے کیا یار جو اپنی غرض کا یار ہے دشمن جان میں حقیقت میں بد نیا و دنی	صبح بخاؤ میں جو دشمن تری اور شام دوست جھک کے کر تسلیم اور برو خدا اسلام دوست خاص بھی جس سے تری غمخوار ہوں اور عام دوست صحبت سے بدی دلوائیگا بد نام دوست جتنی ہو سکتی ہو کر محنت بن آرام دوست ایسے وقت یکسی میں ہو گا حق انجام دوست آج میں خدمت میں حاضر تھے صبح و شام دوست بس سمجھ لو ایک محبوب ازل کا نام دوست دوستوں سے دوست مطلب دوست ہو سکام دوست پختہ معر ان محبت کو لیے یہ خام دوست
--	--

چاروں کی دوستی رکھے بھلا کس دوست سے دوستوں کس کو بنائے سرور گنام دوست	رولیت
--	-------

بجز ذات الہی اپنا مت رکھ دوسرا وارث اور ہر قائم کر نیگی اپنے دعوئے جا بجا وارث وہ سب لیجا نیگی بس ایک دم بھر میں اڑا وارث نہیں امید کچھ اس سے تجھے پہونچائیگا وارث خدا خود اسکو دیکھا جو کوئی ہو گا ترا وارث	نہ چھوڑا نہ کوئی ترکہ کسی کو مت بنا وارث اور ہر چلے بگا تو اسے بنیہ سب چھوڑ کر ترکہ کسی رہوں میں جو تو نے کیا ہے جمع گنجینہ نخل ہاتھوں سے جب تیری گیا یہ مخزن دولت تو کیوں رکھ چھوڑتا ہر مال و زر اولاد کی خاطر
--	---

اجل تیری خدا سے چاہتے ہیں اقربا وارث رہا باقی خدا والی خدا مالک خدا وارث سفر کرتا ہو حب ملک جان مرد لا وارث	مطلع ترے مرنے کو سب میں نظر صبح و سہا وارث کوئی رہنے نہ پایا گھر کا مالک اور دنیا میں نہ ہنستا ہو نہ روتا ہو کوئی اس کے جنازہ پر
---	---

بنایا گریہ وارث بن گیا ملک سلیمان کا	ہوا کیا گریہ نادان گنج قارون کا ہوا وارث
بجز خاک اسکو کیا حاصل ہوا ہوا رفا فی مین	بھلا یہ بندہ ناچیز ہے کس چیز کا وارث

کسی کے بھی نہ قبضہ میں رہی دنیا سے دون سرور
ہزاروں اسکے مالک بن چکے بے انتہا وارث

حق کے در پر بے دھڑک جائے تو جائے مستغیث	داد حق کی داد سے پائے تو پائے مستغیث
بندہ محکوم کے کیوں پاس جائے مستغیث	جب کھلا دربار باری ہو برائے مستغیث
ہے وہی مشکلاش مشکلاش سے بندگان	ہو وہی حاجت حاجت روا مستغیث
عجز سے انصاف ملتا ہو وہاں مظلوم کو	عجز سے منظور ہوتی ہے دعا مستغیث
آپ کرتا ہے عدالت حق پر دروگاہ	مان لیتا ہے وہ عالم التجائے مستغیث

مطلع

موم کر دیتی ہو تپھر کو صدائے مستغیث	جا پہنچتے ہیں فلک تک نعرائے مستغیث
مقتضائے عدل ہو جب مدعا مستغیث	کیون نہ ہو حکم عدالت بر رضاء مستغیث
کسمہ سے بولے یا نہ بولے بندہ اندوہناک	گوش قدرت کے وہ سناتا ہے صدا مستغیث
مستغیث اپنا پیئے خون جگر جب تک پیے	کھائے غم من بخت دل حقیق کھا مستغیث
ذات باری سبکی سنتے ہے برابرنا نشین	کیون نہ کر اس درگاہ سے محروم جائے مستغیث
راز دل اپنا سمیڑہ کرے کس سے بیان	اپنی حالت کسجا یا کر ستائے مستغیث

ج

روایت	کر کے کیونکر زبان سے حال دل سرور بیان
	بند زنجیر دن میں ہون جب دست و پائے مستغیث

رات دن شام و سحر آئیگا تیرے کام سچ	چاند سورج کی طرح روشن کر گیا نام سچ
حق کا بندہ ہو اگر رکھ ہر گھڑی حق پر نظر	جھوٹ کا آخر ہو جھوٹا اور سچ کا ہی انجام سچ
اپنے پایہ سے نہیں گرتا ہے سچا آدمی	راست بازوں کو لیے پورا ہی استحکام سچ

سر سربج جان فرمان خداوند کریم	سچے دل سے مان جو نازل ہوئی حکام سچ
میٹھی ہوگی تیری ہر اک بات مانند نبات	راست گوئی اگر ہو لگا صبح و شام سچ

مطلع

مرد کا فر کو دکھاتا ہے رہ اسلام سچ	ملزمون کے دور کر دیتا ہے سب الزام سچ
جھوٹھی یہ دنیا ہوا اور جھوٹی ہیں سب دنیا کو دست	راست اگر ہو چھو تو ہی ذات خدا کا نام سچ
سچا بنکر کر زبان اپنی سے وہ سچا کلام	صدق دل سے جان لمن سب جس کو خاص عالم سچ
تجھ کو سچ رکھیں گے بیشک تا قیامت سرخرو	عمر بھر کے واسطے ہو نیا نیگا آرام سچ
سچ کبھی گھٹنے نہیں دیتا ہے اسکا اعتبار	مرد کو ہونے نہیں دیتا کبھی بدنام سچ

آج کل کا وقت سرور کیسا نازک وقت ہے
وقت پر بے جھوٹھ کے دیتا نہیں ہے کام سچ

ہر مال و زر کا تری گھر میں جمع حبسنا گنج	وہ ایک دم میں اٹھا دے براہ مولا گنج
سپرد کر کے نہ جانا وہ مفت خور و ن کے	جو تو نے رنج اٹھا کر کیا ہے پیدا گنج
کسی کے واسطے مست جھوڑا ایک خر مہرہ	اٹھالے بانڈھ کر سب اپنے ساتھ اپنا گنج
بنالے سینے کو حسن عمل کا گنج بند	کہ کام آئے ترے وہ بد ار عینا گنج
سفر کے وقت بہر چار سو لطف رکھنا	مبادا چھین لمن قزاق تجھ سے تیرا گنج
مبادا کام نہ آئے کسی کے تیرا مال	زمین میں دابا ہی رہ جاے وہ سراپا گنج
وہ بند و بیچ سمجھتا ہے گنج قارون کو	خدا سے صبر و قناعت کا جسے پایا گنج
وہ فیض دائمی کر اپنی ذات سے جاری	کہ مٹا لو گون میں تیرا رہے ہمیشہ گنج
نہ چور کا اُسے غم ہے نہ خوف رہن کا	ہر گھر میں جسے کیا جمع معرفت کا گنج
دیا ہو حق نے تجھے مال صرف کرنے کو	وہاں کے رکھا ہو کس واسطے پھر اتنا گنج
ترا خزانہ یہ پورا ہے آج کل قبضہ	خدا کی راہ پہ دے ڈال اپنا سارا گنج

تو کیسے مانگتا پھرتا ہے کوڑیاں گھر گھر | کہ ترے گھر میں ہے موجود موتیوں کا گنج

رہا کسی کے نہیں پاس آج تک سرور
جو جمع کر گئے اسکندر اور دارا گنج

بڑھ گیا اس خاک کے پتلے کا کیون اتنا مزاج
ایسی کیا سودا مزاجی آگئی اس خاک میں
اوپنچا کس پر ہے مزاج اس بندہ ملوک کا
اصل انسان ہو جو انسان حلیم الطبع ہوے
پانی کا قطرہ تھا تو یہ خاک یا گرد و غبار
خلق سے کیون ایسا پیش آتا ہر کج خلقی کو ساتھ
ظاہر و باطن اگر صحت سمجھے مطلوب ہے
دوست دشمن نیک بد ساری ترے مشکور ہوں
اس سے کیا بہتر ہے گردِ دنیا میں جا مل ہو کھجے
خاک سے نکلا ہو تو پھر خاک میں چھپ جائیگا

چڑھ گیا کس پر ہے تاعرش برین اسکا مزاج
جس سے اس بیمار کا ہے اس قدر بگاڑا مزاج
عاجزوں اور خاکساروں کا بھلا ہو کیا مزاج
آدمی وہ آدمی ہے جسکا آہستہ مزاج
جسے اب پایا نہیں جاتا تیرا اصلا مزاج
سیکھ بندوں سے بھلا رکھتا ہو کیون تیرا مزاج
گردِ دست اپنی طبیعت اور سنوار اپنا مزاج
بد مزاجی سے میرا ہوا اگر تیرا مزاج
اچھا خلق اچھی طبیعت اچھی خواہاں مزاج
اس قدر ہو کس بھروسے پر تیرا اوپنچا مزاج

انے پایے سے تجاوز سرور را ہرگز نہو
رکھ سدا اپنا سجد اعتدال ایسا مزاج

پہلے بھی تجھ سے بہت تھے اہل تاج
آخر الامر اس جہان سے چل دیے
آج تک سوتے ہیں وہ زیر زمین
بد مزاجی سے نہیں چہارہ کوئی
گذرا جاتا ہے تری محنت کا وقت
سُرخ بکائے میں تجھے اسے خاک زاد

سرزمین کا جنکو ملتا تھا تسر ج
چھوڑ کر سونے کے تاج اور تخت عاج
جنکا تھا عرشِ معلے پر مزاج
یہ مرض ہے فی الحقیقت لاعلاج
کل کو جو کرتا ہے کر لے کام آج
کیسی عار اور کیسی شرم اور کیسی لاج

ساتھ لیجا دیا سے نہیں پھر ہوا انسان اسکی خاطر کیوں ملول خیرین کر کام جو کرنے کا ہے ہے مرغن ملک ہوا و حرص کا دم میں دم حب تک ہے مت جانو مرد و دشمن دل بنو را نیرودی	جبکہ سلطان سلطنت اور راجہ راج رکھے کیوں اس بیوفا کی احتیاج مرد حق ہو کر نہ بن رو بہ مزاج کر علاج اس کا ابھی سے کر علاج دوستوں کے پاس لیکر احتیاج دین اور دنیا میں ہے روشن سراج
---	---

روایت	صدق دل سے مان لے اس بات کو میر و راہو شرع میں جسکا رواج	ح
-------	--	---

پکار خالق اکبر کے نام کی تسبیح فرشتہ بن کے پھر رخ برین پہونچ جائے خدا کے ذکر میں مشغول صبح و شام رہو جناب باری کو کرایا دیا بار بار مدام وہم اخیر ملک کر عبادت مولے فلک پہ ساری ملک کرتے ہیں خدا کا ذکر پڑھ اپنے سینہ سے سبحان ربی الاعلیٰ کبھی زبان سے نفی بول اور کبھی اثبات خدا کی مادیوں میں نام وود و خوش و طوبیٰ غریب و مکر کا ہرگز بچانہ سب باد ہزار دانہ کی تسبیح کیا ضرورت ہے	کہ سن لیں عرش پہ سبوحیان تری تسبیح پڑھے زمین پہ اگر کوئی آدمی تسبیح کر اسکے نام کی ہر وقت ہر گھڑی تسبیح پکڑ کے ہاتھ میں سمن کبھی کبھی تسبیح سمجھ لے زندگی میں اپنی زندگی تسبیح زمین پہ پڑھتا ہے ہر ایک آدمی تسبیح کہ ہے یہ صفیہ دل پر لکھی ہوئی تسبیح کبھی پکار تو تہلیل اور کبھی تسبیح اسی کی رکھتے ہیں در زبان سبھی تسبیح نہ باندھ لوگوں کے دکھلانے کو بڑی تسبیح بنالے انگلیوں کی وقت نبدگی تسبیح
--	---

بسک نظم پر دلے نئے گھر میر و راہو بنالے موتیوں کی حد ا نیرودی تسبیح
--

ویدہ بکشاؤ بچشم دل سبین اظہار روح آب پاشی کن چو ابراز ویدہ گریان جوش کے شود وضع از اطبائے زمان از جان بر فلک از دوش انبار تعلق اسے عزیز	تا دہر جلوہ بنور ویدہ ات ویدار روح تا شود خندان بہستان تنگ گلزار روح از میسجاکے شفا حاصل کند بیمار روح تا نگر دو بار حسبت باعث ادبار روح
--	---

مطلع

خانہ تاریک دل کن روشن از انوار روح کن بسو دا محبت روز و شب سوداگری نہ قدم بیرون ز خارستان تن او عند لب شمع روشن کن درون دل ز نور معرفت عیشیان و گریہ و روحانیان در خیرت اند جسم خاکی چون شود منکر ز وحدانیتش	سینہ را کنجینہ اسرار کن ز اسرار روح تا بماند گرم در شہر تنگ بازار روح کن نظر در لالہ زار گلشن بنجار روح تا شود خاک وجودت مطلع انوار روح از صدائے نعمت جانسوز موسیقار روح شد ازین دعویٰ چو در روز است اقرار روح
---	---

روح عاجز را مکن در بند عصیان مستلا
رحم کن بہر خدا سرور بحال زار روح

گر لگیا نکتہ وحدت کی کوئی کیا شرح ہے ایک لفظ احد کی ہزار ہا شرح وہ کیسا واحد مطلق ہے جسکی کثرت کی بشکل شمع جلا دین و ہین زبان اسکی دقیق نکتہ ہے نکتہ خدا کی عرفان کا نہ سمجھے آدمی وہ بات کیا جمالت ہے جو لکھنے پڑھنے سے باہر ہوں رمزی باتیں کسی کو اپنی مصیبت کی مت دکھا تفصیل	ہو جسکی واحد مطلق ہی جانتا شرح الگ لگ ہیں مہا میں جدا جدا شرح کسی سے ہونہ سکی آج تک صفات شرح گر اسکی کوئی موصد کرے ذرا شرح لکھے گا کیا کوئی تفصیل اسکی بات شرح عزیز و کرتا ہو جس بات کی خدا شرح زبان خامہ کرے اس میں کیا بھلا شرح کسی کو حالت باطن کی مت سننا شرح
--	--

ہر ایک حکم کی تعمیل تجھ پر واجب ہے جو مجھ اترے تھے فرمان جناب باری سے	ہر جسکی کی گئی قرآن میں جا بجا تشریح نبی ہن کر گئے اسکی وراذرا تشریح
	بروز حشر ترا پڑھ کے نامہ اے مسرور ترے گناہوں کی دنگے تجھے سنا تشریح
صلح کو جانتے ہیں اہل صلاح باد کر سب کو خیر و خوبی سے روز و شب بندگی میں ہر طرف بخشوا حق سے اپنی تقصیر سن بعد از ان دیکھ غیر کی حالت نفس سرکش کے جنگ کی خاطر مارتا ہے اگر اُسی کو مار جسم کو بندگی میں رکھ مشغول زال دنیا کے ہوتے رہتے ہیں دیکھیں اس سے بچ سکے جتنا پہنچے فوراً بمنزل مقصود دیکھ گوتیری آنکھیں روشن ہیں	قوت جسم و راحت ارواح کہ سبھی خلق ہو تیری صلاح سجدہ کر سر جھکا کے شام و صبح رہ ہمیشہ بزاری و الحاح پہلے کر اپنے حال کی صلاح گر تو مرد خدا ہے باندہ صلاح شرع میں بھی ہے جکا خون مباح کہ خدا بخشے تیری روح کو راح روز لاکھوں طلاق اوز نکاح ہو تیرے واسطے ہی اصلاح ہو اگر رہر و طریق صلاح ملک ملکوت و عالم ارواح
رولیت اپنے فضل و کرم سے مسرور پر	کھلا رکھ باب فتح یا فتاح
بھلائی کر لے کسی سے کہ آج کی تاریخ پرانے وقتوں کی برباد ہو چکی تاریخ بخیر و خوبی زمانہ سے حب تو چل دیکھا بھری ہیں ذکر سے جتنے ہزاروں تاریخین	بھلا زمانہ بھلے دن ہیں اور بھلی تاریخ نئے زمانہ کی ہے آجکل نئی تاریخ مبارک آئیگی دیکھیں وہ کون سی تاریخ کہان کھائی وہ دیتی ہیں آج کی تاریخ

نشان نہ دارا کے دفتر کا آج ملتا ہے

نہ پائی جاتی ہو کوئی سکندری تاریخ

مطلع

جہان میں آیا تھا تو پہلے بھی کسی تاریخ
ہمیشہ کرنے کا کام حق کی بندگی کا
تھا ہی جانے کہ کس وز مرگ پہونچے
گزرے جاتے ہیں دن جتنے زندگانی کے
بوقت شام بھلا کس سے مانگے گا اجرت
یہاں سے جانے کی بھی کوئی آسگی تاریخ
تم آسکے واسطے ٹھہراؤ مت کوئی تاریخ
کہ آسکی کوئی نہیں ہے مقرر ہی تاریخ
کم ہوتی جاتی ہے ہر روز عمر کی تاریخ
نکلتے بیٹھے کے جسکی گزر گئی تاریخ

لکھی ہیں تو نے بہت سی کتابیں اے سرور

کوئی ہے حمد کوئی نعت اور کوئی تاریخ

بازیان تازہ دکھاتا ہے ہر بار چرخ
ہر گھڑی ہر وقت ہر دم روز و شب صبح و سہا
سارا چمکاتا ہے دولت کا کسی کے واسطے
الیٹان چلتا ہے چالیں روز و شب گردون
ابر فیض حق اگر بر سے زمین پر ایک با
بندگی میں گردون گردون جب جھک گئی
یہ گرفتار شکم دور و دیون کے واسطے
بیوفانا آشنا دنیا ہے کس کی آشنا
گردش گردون کیوں مردود و نڈرا ہو تو
لاٹھیا اک روز حکم میں تجھے گردون گردون
جب تک اپنی دور میں ہر روز و شب دار چرخ
رنگین کرتا ہے دنیا میں نئی اٹھار چرخ
اور دکھاتا ہے کسی کو ظلمت ادب و چرخ
ٹپڑھے کھاتا ہے ہمیشہ چرخ کج رفتار چرخ
غار سے پیدا کرے سو گلشن بنجار چرخ
ہو گیا نور خدا سے مطلع الانوار چرخ
کھاتا ہے مثل مہ و خور ہر گلی بازار چرخ
دوست کس کا ہو زمانہ اور ہی کس کا چرخ
جب نہیں دنیا میں ترے کام کا چرخ
ہو گا تیری تاریخ و نیے کر لیے تیار چرخ

بار دنیا سر پہ اے سرور اٹھا بیٹھا ہے تو

آنجانے اس سے پر سر میں ترے اے بار چرخ

کستدر رکھتا ہے اپنا حوصلہ انسان فراخ بن کے صابر تھوڑے سی لہو توں کچھ لہیا شکم جان بہت تنگی سے دیتے ہیں ہی وقتِ خیر کھوڑا دوڑا لے جسے جی پاتا ہر رات ن گلشن دنیا میں کس کس گل کو دیکھے عند لب بخشی وسعت ہے محبت کو خدا نے کستدر بارگاہ ذات ربانی میں تنگی کچھ نہیں رونا دھونا تنگ دستی میں عبت ہی دوستو سب اعلیٰ چاہیے رکھیں لیری اہل دل چاہیے روئے زمین پر منجہ دست سخی	کستدر اس مرد کی مہمت کا ہے دامن فراخ پیٹ کر رکھنا اپنا بندہ نادان فراخ جنگے دنیا میں محل اونچے ہیں اور ایوان فراخ معرفت کا ہو کھلا دروازہ اور میدان فراخ حوصلہ اسکا ہو از بس تنگ و رستان فراخ حق نے کیا پیدا کیا ہے دامن احسان فراخ آنے والوں کو لیے ہو درگم جانان فراخ روزی کر سکتے نہیں یہ دیدہ گریان فراخ سب بڑھکر چاہیے ہو مہمت مردان فراخ ہو شکل دامن ابر گہرا فشان فراخ
--	--

مسرور امت ہو بوقت تنگ دستی تنگ دل
ہاتھ کر دینگے ترا شاہنشاہ جلیان مسراخ

بندہ ہو کر اگر ہو تو گستاخ بند کر قبضے ترے سینے میں گلشن و ہر کتنا چوڑا ہے تختے تختے پہ جلوہ گر ہیں چھول کیون بڑھالے گیا ہے کاخ اپنا تھوڑا سا انقلاب حبیب ہو گا موت آئی تو بھاگنے کے لیے سایہ گستر شکل طوبے میں	لوگ اسپر کرینگے تجھ کو مزاح ڈال رکھے ہیں حرص نے سوراخ باغ دنیا ہے کیسا باغ فراخ نغمہ زن بلبلیں ہیں شاخ و شاخ آسمان تک یہ بندہ گستاخ نماک بن جائیگا پلٹ کر کاخ کو نہا بندہ ڈھونڈیگا سوراخ شجر معرفت کی ہر ہر شاخ
تنگ تنگی میں مہمت ہوا سے مسرور	

روایت

مانگ اپنے خدا سے رزق فراخ

و

ہوا و حرص کا جب تک نہ توڑیں ہم ہونہ
کبھی اکھڑ نہیں سکتا قیام عالم تک
چھڑاتا جاتا ہے دنیا کا بندہ سالک
نہ ٹوٹتا ہے نہ ٹوٹتا تھا اور نہ ٹوٹیکا
خدا نے باندہ دیا تھا و جو غصہ کا
ہم آج رکھتے ہیں کیوں عار شا کساری
نہ آنا و لیکن زہار و ام و نیامین
بلا پہ اور بلا کیوں بڑھاتے جاتے ہو
بنا کسی کو نہ دنیا میں اپنا ہم رشتہ
نخل ہی جائیگے ایک روز ہو کے بوسیدہ

خدا سے کس طرح جوڑینگے یک قلم ہونہ
خدا سے جسکا عزیزو گیا ہے ہم ہونہ
بشاہراہ طریقت قدم قدم ہونہ
ہے سخت رشتہ محبت کا اور ستم ہونہ
ازل کے روز بسر رشتہ عدم ہونہ
کہ ہونگے خاک کے آخر کو جا کے ہم ہونہ
چھڑا ہی لیا جو ہوا اس سے بیش و کم ہونہ
لگاتے جاتے ہو کیوں ایک غم یہ غم ہونہ
سمجھ کسی کو بھی ہرگز نہ اپنا ہم ہونہ
ہیں تیری جوڑ وں کے آپس میں قہقہے ضم ہونہ

غزل

بھروسہ دنیا کے ہونہ پر نہ رکھ مسرور
کہ ہوتے جاتے ہیں ڈھیلے یہ و سبدم ہونہ

فارسی

ہر چہ خواہد میکند خلاق اکبر نیک و بد
مسلم و کافر نہ گردن بجا ک بندگی
بار و آن ابر کرم ہر وقت برست بلند
حصہ می یابد ز خوان نعمتش ہر مار و مور
جایجا لرزان ترسان است از عیش جان
نیک و بد امیدوار فضل و احسان خداست
غور کن در حالت خرد و کلان در مجاہد
در زمانہ روز و شب ظاہر سیاہ است و سپید

ہست در دست خداوند پرور نیک و بد
ماندہ بر بحر آب تسلیمش نگوں سر نیک و بد
ہست خورشید عنایت جلوہ گر نیک و بد
میخورد ہر روز و شب دزی برابر نیک و بد
ہست از قمرش ہر اسان ہر زمان ہر نیک و بد
سوئی او دارد نظر بادیدہ تر نیک و بد
کن چشم عبرت ای نادان نظر در نیک و بد
مینماید و کے خود زین پر وہ اکثر نیک و بد

<p>ناتوانی و دوستی کن ترک با خلق جهان فی الحقیقت مرجع خلق جهان ذات خداست</p>	<p>ز آنکه هست از دوستان طالب زرنیک بد سوے حق وار و رجوع خود سر زرنیک بد</p>
<p>بندہ را یارب عطا کن دیدہ مردم شناس تا شناسد ہر زمان زمان نور سر ورنیک بد</p>	
<p>جو خود ہے بندہ محتاج آسپہ کیا امید ہو طالبان حقیقت کی پیشوا امید نہ دوستی کی ہے دنیا سے ابتدا امید ہزاروں خواہشیں بندہ خدا سے رکھتا ہو دم آئے نہ آئے نہ آئے کیا جانے گناہ گار ہزاروں گناہ کرتے ہیں جو آیا جانے کی خاطر ہے دار فانی میں بغیر حسرت و افسوس و ناامیدی کے وفا کی اہل زمانہ سے اس زمانہ میں امید بندوں کی مطلب نہ آری کرتی ہے</p>	<p>خدا کی ذات پر رکھتے بندہ خدا امید ہے سالکان طریقت کی رہنما امید نہ ہو وفا کی زمانہ سے انتہا امید ہے حق کی ذات پہ اُسکو ہزار رہا امید ہے کسکو زندگی کی ایک دم بھلا امید نہیں ہیں فضل خدا سے مکر وہ ناامید قیام کی وہ نہ رکھے یہاں ذرا امید امید و ارون کو اس سے بھلا ہو کیا امید نہ ایک رکھے توقع نہ دوسرا امید دلخانی سب کو ہو مطلب کار استا امید</p>
<p>بھروسہ رکھنا پورا اگر تو حقائق پر تیری برائیگی فی الفور سرور امید</p>	
<p>وہی بندہ بننے غم سے آزاد عیانِ حدیث ہو کثرت کا جلوہ وہ ہو شاہنشاہِ اقلیم ہستی خدا کے فیض سے پاتی ہو سب فیض ہمیشہ دم بخود ہیں اہل تسلیم</p>	<p>نہ رکھے جو کہ حبِ مال و اولاد اُسی واحد ہو لاکھوں کی تعداد وہ ہو فرمان روا کے ملکِ سیاح ہو خلقت حقیقہ دار و اح و احباب نہ زاری ہو نہ ناامید ہے نہ فریاد</p>

مطلع

رہیگا کب تلک یہ خانہ آباد
خدا سے مانگ جو تو مانگتا ہے
عزیز و نفس امارہ کو مارو
گرفتارِ غم و سنا نہونا
نہو گرا آدمی میں آدمیت
خوشی خالق کی گر تم چاہتے ہو
خدا کا دوست ہے حکم خدا سے

دھری پانی یہ چو جس گھر کی بنیاد
کہ مل جائے تجھے دولت خدا واد
کرد قتل اسکو فوراً بن کے جلاد
الگ ہو جاؤ سب اور رہو شاد
تو پھر کس کام کا یہ آدمی زاد
ہمیشہ رکھو اسکی خلق کو شاد
اگرچہ فاسق و فاجر ہو جو اد

غزل اک اور بھی لکھ اس طرح پر
کہ خوش ہوں تجھے مروان خدا یاد

غم دنیا میں ہو جائیگی برباد
نہو مغرور اتنا اور نہ کر غرور
وگر لائق ہے بنیا اے ہنرمند
مجرد بن شکل اہل تجسید
بوقتِ غم خدا پر رکھ بھروسہ
خدا کا اے مسلمان مان فرمان

تری یہ جان شیریں مثل فریاد
بسابقِ عزت آباد و امجداد
کر اس عزت پہ عزت اور ازاد
رہو فردِ جان مانند افراد
خدا سے وقت مشکل مانگ مدا
پذیرا کر جو ہو خالق کا ارشاد

مطلع

خدا کے روبرو کر اپنے فریاد
کھڑا باغِ جہان میں جب تلک ہے
نہیں ملنے کا تجھکو رزق مقسوم
نہ بھول اپنے خدا کو مثل فرعون

کہ دے وہ داد گر فریاد کی داد
رہو آزاد مثل سر و آزاد
زیادہ حد سے اور قسمت کے اندر
تکر لوگون پہ شدت مثل شداد

اڑا ناقہ نہ خاک اپنی کا خاک بجھامت دل سے سو عشق کی آگ بھی سے کر لے تپھر اپنے دل کو فقط ساری جہان کے امروست تیری دولت تیرے وارث تیرے بعد اٹھایا اسکو لجا دینگے حکام	مباردا آبرو ہو جائے برباد یہ لوہا گرم رکھ مانند حداد بناسخت اپنا سینہ مثل فولاد بنالے دوست مروان خدا داد بست ہی جلد کر لہو ننگے برباد دیا کھا جائیگے سب ملگے دانا
---	--

روایت	تیری حمید زدی سن سکے سرور زمانہ بولتا ہے آفرین باد
-------	---

ہے اسی دام تعلق میں یہ بندہ ماخوذ کیسا پابند طمع ہو گیا انسان طماع گرتا دانہ پہ نہ گر بھول کے مرغ نادان چھوٹ بھی جائے گراس بندہ بندہ الکیار ایسی آفت سے بھلا چ سکے کیونکر انسان کس مصیبت سے یہاں آدمی دن کاٹتا ہی ہنے پایا جسے دنیا میں معتد پایا آدمی ہوتا اگر صاحب ہوش و ادراک ایسا زنجیر تعلق میں نہوتا پابند چھوٹنا پاؤ گے جب تک کہ نہ دم حاسیگا	باب ادا بھی تھا جس ہنید میں اسکا ماخوذ حرص کے پنجہ میں ہے آدمی کیسا ماخوذ کیونکر اس دام غم و رنج میں ہوتا ماخوذ اسکو کر لیتے ہیں فی الفور دوبارہ ماخوذ جس مصیبت میں زمانہ ہے سراپا ماخوذ کس گرفتاری میں تھا ہی ہشتا ماخوذ فی الحقیقت جسے دیکھا ہی سو کیا ماخوذ محبس غم میں نہوتا کبھی ایسا ماخوذ ایسا زندان تفکر میں نہوتا ماخوذ دام و نایم جنسہ دار نہوتا ماخوذ
---	---

نہ کر لکھ لکھ کے کالے اس قدر امی بخیر کاغذ	دیکھیں کب لکھی گئی سرور کے تن زار سے جان دیکھیں کب چھوٹیکا زندان سے پرانا ماخوذ
سیاہی خشک کر لکھنے میں اتنی اور نہ تر کاغذ	

بنا کر جس کو سب اہل نظر تو بندہ جان رکھیں
 ترے سمجھانی کو اس کا تبہ خوشنما لکھے ہیں
 تعلق کا بڑھا دفتر نہ اس دیوان عالم میں
 پسٹیا جائیگا جس وقت دفتر تیرے دیوان کا
 رقم کر رہے سکین حق بنے معنایں خاکساری کے

کوئی ایسا خدا کی حمد میں تحریر کر کاغذ
 معنایں اپنی وحدت کے بہر لوح و ہر کاغذ
 قلم مست توڑا تھے اور نہ کر خرچ اس قدر کاغذ
 نہ آئیگا کہ میں اس کا نظر باز دگر کاغذ
 کہ ہو روشن شکل کاغذ زر زر سر کاغذ

مطلع

لکھ ایسا ذوق و شوق حق میں اہل نظر کاغذ
 خدا کا نام اپنے صفو دل پر فقط لکھ لے
 ورق کسو اسطے شام و سحر نادان ملتا ہے
 موجد نیلے کر لے یا ذمکتہ ایک وحدت کا
 سیاہی پھینک دی ہر تونے اتنی اپنے ناپے

کہ کر جائے ہر اک مشتاق کے دل میں اثر کاغذ
 نہ رکھ دفتر کے دفتر باندھ کر تو اپنے گھر کاغذ
 کیا کرتا ہی دن و رات کیون زیر و زبر کاغذ
 نہیں لکھا ہے جس کا خامہ قدرت نے ہر کاغذ
 کہ آتا ہے نظر کا لاجدھر و لکھو ادھر کاغذ

روایت

مطالعہ کر کتاب عشق کا شام و سحر سرور
 فقط رکھ نامہ اعمال کا پیش نظر کاغذ

بندہ عاجز کیلئے کرتا ہے اتنا زور و شور
 ہو کے مغرور اپنی دکھلاتا ہی بندہ ناتوان
 تھوڑی سی ہستی پہ کسو اسطے جوش و خروش
 سیکڑوں بستم نہاروں پہلوان لاکھوں امیر
 ٹوٹ جائیگی یہ قوت بازوؤں کی ناگمان
 ہاتھ سے گر ہو سکے کچھ کام کراے مرد کار
 مرد میدان عبادت ہے وہی مرد خدا
 مال دنیا کا حقیقت میں کوئی مالک نہیں

استقدر کیوں خاک کرتا ہے تپا زور و شور
 کیسی طاقت کیسی قوت اور کیسا زور و شور
 اس فراسی بات پر ہوتا ہی کیسا زور و شور
 چل دیے دکھلا کے آخر اپنا اپنا زور و شور
 خاک میں مل جائیگا انسان کا سارا زور و شور
 فائدہ کیا ہی زبان سے اتنا کرتا زور و شور
 آکے اس میدان میں جو دکھلا دیو پورا زور و شور
 کرتے ہیں ناحق ہر شے اہل دعویٰ زور و شور

<p>ہر ادھر بندوں کو دل میں جوش زن جوش گناہ آج تیرے جسم میں جتنی بھری ہیں قوتیں اصل میں امی پہلوان مگر دور ہو تیری شہت</p>	<p>حق کی رحمت کا ادھر کرتا ہی دور باز دور و شور چاروں کے بعد یہ رہا بیگا کیا زور و شور پھر کھلا کس بات پر ہوتا ہے ایسا زور و شور</p>
<p>لکھی یہ سرور ہی زور و شور کی تو نے غزل جسکو سنکر دل میں ہو جاتا ہے پیرازور و شور</p>	
<p>خوشی سے مان سرور حکم تقدیر نہ دے ہاتھوں سے عجز و خاکساری بلوچ سینہ لکھ لے حق کا نقشہ زبان پر لانا غیر از راستی بات زمانہ مرگ کا ہے آنے والا کمان رہا بیگے قائم ترے بعد نشانہ موت کا ہو گا تو آخر گناہوں کی معافی اہل حق سے عیش کرتا ہے تو دنیا کی خاطر بہت بچھا بیگا جس وقت تبھکو خوشی مت ہو اگر مل جائے دولت</p>	<p>کہ جاتی ہی نہیں پیش اس میں تدبیر اگر اسکے عوض مل جائے اکبر یہ تصویر اپنے دل پر کر لے تحریر کہ اہل دل بھی سن لیں تیری تقریر نہوگی اس میں کچھ تقدیر و تاخیر یہ عالی شان محل اور اونچی تعمیر پڑیگا برہنہ اک روز یہ تیر خدا سے بخشوا ہر ایک تقصیر یہ سب جہل و غریب و مکر و تزویر بلیگی آخرت میں اسکی تعزیر وگرچہ جہنم جاتے مست کرد لکھو دیر</p>
<p>ابھی کھا سرور غم عاقبت کا سنوار اس کام کو کرا چھی تدبیر</p>	
<p>ملکے بیٹھو دوستو بہر عبادت بار بار عمر گزری کٹ چکا دن شام کا اب وقت ہے کل نہ آئیگا نظر گلشن میں جب وقت خزان</p>	<p>یہ جگہ ایک ایک دو تین تین اور چار چار کر سکیگا کیا بھلا اس وقت اسے بیکار کار عند لیب زار و دیگی نہ کیونکر زار زار</p>

دیو نہیں سکتے ہیں کچھ جھکے ہو دنیا کے دوست بے تعصب ہر کسی سے مل کہ حق تجھ کو ملے سیر کر اور دور سے گل دیکھ اس گلزار کے ٹوٹ جائینگے یہ سب پونہ بعد از چند روز نفس کافر سے بہادر بنکے لینا انتقام ایک دن یہ سانپ بنکے مار ڈالے گا تجھے موسم گل یا خزان ہو لالہ زار دہرین	بن نہیں سکتے ہیں دشمن دوست اور عینار بار جس طرح ملتے ہیں باہم دوست دوست اور بار بار پر بنا اپنے گلے کا انکو مست زہنار بار رشتے سب ہو جائینگے دنیا کے آخر تار تار اُسپہ خود کرنا پکڑ کے ہاتھ میں تلوار وار نفس مارہ کیا کرتا ہے ہر دم مار مار دل کو ایسے انقلابوں سے نہ رکھنا خار خار
--	--

سخت بیماری ہو درد دل تو اپنے آپ کو
بنکے ناپر ہیز مست اسے سرور بیمار مار

وحدت کا کر زبان سے اقرار بار بار کرتا رہو ہمیشہ صفا دل کا آئینہ کر بار بار بندگی رب کریم کی کس کس طرح دکھاتا ہو تازہ بہار دیکھ برسا خدا کے خوف سے خون جگر مدام	کر منہ سے حق کے گلے کی تکرار بار بار لگ جائے تاکہ اُسکو نہ زنگار بار بار کچھ جھکا کے سجدے میں اسے بار بار بار ہر فصل میں یہ گلشن بنجار بار بار آنکھوں سے شکل ابر کھر بار بار بار
--	--

مطلع

حق سے وہ پائے دولت دیدار بار بار آنکھوں سے جسے پر وہ ظلمت اٹھا دیا کب بار بار بولینگے گلشن میں بلبلین حق بار بار کرتا ہے سب کے گنہ معاف آخر وہ یا ہی لیگا مسیحا کو ایک دن	ملجائے با حجب کو بدر بار بار بار دیکھا اُسی نے چہرہ دلدار بار بار کب بھولے گی یہ حسن کی گلزار بار بار تو بہ قبول کرتا ہے عفتار بار بار ڈھونڈے اگر کوئی اسے بیمار بار بار
---	--

پھیلا بغیر حق کے نہ غیر دن کے روبرو

دست سوال سرور نادار بار بار	
<p>مغفرت کا ہے اگر اُمید وار کام میں مت سست ہوا ہی نابکار بندہ بن اور بندگی کو اختیار پر نہیں ہے اسکی بنیاد استوار بلکہ ہر دم مرگ کا رکھ انتظار کر دے اپنی جان دل سیرنار</p>	<p>ور و کر نام خدا لیل و نہار بندگی کر حق کی اے کامل وجود بندہ کہلاتا ہے گردنیا میں تو خانہ دنیا مقطع خانہ ہے زندگی اپنی کسے دن گنتا رہو عاشق جانا نازل جائے اگر</p>
<p>کیونکہ ہے یہ عجز تر استخار سیر کر در ہر خزان و ہر بہار گاہ گل کی یاد میں روزارزار رکھ نہ کچھ بھی اپنے دلیں اس سے عا دل کو رکھ اس میں بحال و برقرار کیون نہ پالے گا تجھے پروردگار ہے یہ دنیا بجز ناپسند اکنار جیکہ زوال درستم و اسفند بار</p>	<p>عاجزی کر عاجزی ای خاکسار گلشن دنیا کا بن کر عندلیب گاہ ذوق و شوق میں ہونہار پائے کوئی خار بھی اس میں اگر غم نہ کھا دنیا کا ہر گز غم نہ کھا کیون نہ بخشگا تجھے رزاق رزق برکنار اس سے رہو ای مرد حق کر کے عاجز نار ڈالے مرگ نے</p>
<p>ز</p>	<p>باوجود صفت و عجز و لاغری بھر ہے اسے سرور تر کیا اعتبار</p>
<p>کر آسپہ تو بھی اُسی طور اپنا خجرتیز کر ایسا حملہ کوئی آسپہ مرد بست کرتیز جل اپنی راہ میں مانند باد صہرتیز</p>	<p>کیسے ہیں نفس نے اس طرح دانت تجھ تیز ملا دی خاک میں گردن بکڑ کے دشمن کو رہا ہی تھوڑا سادہ باقی دور منزل ہے</p>

<p>فرشتہ نیلے پہنچ جاتا عرش پر انسان رہیگا ست اگر حق کی بندگی میں تو کہیں بھی کچھ نظر آتا نہیں نہ مانے میں کسی سے بول نہ کچھ دم بخود رہو لیکن ہوا اپنے کون سے رتبے پہ آدمی مغرور تجھے بمنزل مقصود صاف لے پہنچے یہ کھینچ ادنیٰ سی بات تو نہ دم تلواری</p>	<p>گرا سکی خاک کو لگاتے شوق کے پر تیر نہوگا کس طرح پر تجھ پر نفس کا فر تیر اندھیری چلتی ہو دنیا میں ایسی گھر گھر تیر خدا کی ذکر کا وقت آئے جب زبان کر تیر ہوا ہے بندہ کامل وجود کس پر تیر اگر ہو ساتھ تیرے کئی چار ہر تیر زبان کو اپنی نہ کر لے شکل خجہ تیر</p>
--	---

وہ چاند سب کو ہمیشہ دکھائی دیتا ہے
 نظر نہیں ہے یہ افسوس تیری سرور تیر

<p>آنکھ مت حق کی عبادت سے چرنا روز روز تجھ کو وہ روزی رسان دیا ہو کھانا روز روز مانگنے غیروں کے گھر گز نہ جانا روز روز قصر عالم کا نیا نقشہ جانا روز روز منزل فانی کو اپنا گھر بنا مت بیٹھنا روز روز اپنے گناہوں کا سمجھ لینا حساب روز روز اس خالق الکر کی کرنا بندگی تازہ تازہ رنگ دکھانا ہو روز روز نہ فلک ہو چکیا ختم جسد مادی مسافر یہ سفر مت بھڑکنے دنیا آگ اپنی ہوا حرص کی</p>	<p>بندگی میں تازہ مت لانا بہانہ روز روز تیرا سوچنا تا ہو تجھ کو آب روانہ روز روز روز روز اپنا مانا دکھانا روز روز روز روز اسکو بنانا اور کرنا روز روز ڈھونڈ لینا اپنے رہنے کا ٹھکانا روز روز اسپہ روز روز روز آفسو بہانا روز روز سجدہ تسلیم میں گردن جھکانا روز روز حالتیں اپنی بدلتا ہو زمانہ روز روز پھر بیان ہوگا تر اکب آنا جانا روز روز اسکو تم آب زندامت کے بھانا روز روز</p>
---	--

دوستوں کا ایک دن کر لینا پورا امتحان
 ایسے دبازوں کا دم سرور نہ کھانا روز روز

وقت مشکل سب کی لیتا ہی خبر بندہ نواز ہو وہی مالک خداے بھر و بر بندہ نواز اپنا بندہ جسکو خود لیتا ہے کر بندہ نواز خوش بنیں ہوتا کسی بندہ سے غیر از بندگی دورے کو سو روح نابوے خاک کو سونا کرے کوئی دشمن دشمنی دنیا میں کر سکتا نہیں بکیسی میں بندہ بکیس کا بنجاتا ہے کس زور کمزور دن کو کرتا ہے عطا پروردگار پالتا ہے اپنے بندوں کو وہ رب العالمین مہربان اسپرین سب جیسر خدا ہی مہربان	پالتا بندوں کو ہر شام و سحر بندہ نواز یاوشا فرما سزاے خشک تر بندہ نواز پھیرتا اسکو نہیں پھر در بندہ نواز چاہتا ہے بندگی کو اس قدر بندہ نواز مہربانی سے کرے جیسر نظر بندہ نواز ہو وے بندہ کی حمایت پر اگر بندہ نواز مرغ ہے پر کو لگا دیتا ہے پر بندہ نواز بخشتا ہے بندہ بے زر کو زر بندہ نواز رحم کرتا ہی وہی ہر ایک پر بندہ نواز ہیں وہ ہر بندہ بھی اسکے ہی جیسر بندہ نواز
--	---

بندہ سب درویشان کر لین ترے اشعار کو
مسروران میں اگر بخشے اثر بندہ نواز

فی الحقیقت وہ خداے کار ساز صدق و اخلاص و نیاز و عجز سے با ادب ہو کر حجاب حق میں بول در گذر عزت سے اپنی لے عزیز مل اسی کو جسکو ملنا چاہیے چھوڑ سب آلودگی ایسی نہ صاف ہاتھ کر کوتاہ مال و جاہ سے فاش مست کر راز داروں کے بغیر برزبان لاتا نہیں خبر بیا و حق	مانتا بندوں کے ہے ناز و نیاز پڑھ نماز اے بندہ حق پڑھ نماز کون تیرے اسجگہ سنا ہے مانا رکھ بجاک عجز سراے سرفراز آن سب کچھ ہے غیبے و حب احراز جان و دل کو پاک رکھ ای پاک باز چھوڑ حصر طول و امید و راز وقت حاجت ہے ضرورت نکار آ مرد عاشق صاحب سوز و گداز
---	---

عشق ورون کو بنا دیتا ہے خور
عشق سے دنیا میں شہرت پاگئے
دوڑ ہر مطلب برآری کے لیے
جب شکار آئے کوئی اچھا نظر

عشق کر دیتا ہے کنجشکون کو باز
خسر و شیرین و محمود و ایاز
حملا کر مثل سوار کیہ ساز
پنجہ کھول اور مار خیل تنکے باز

رولیت

کیون یہ ہے نادان عشق میں اسیر
کیون ہے ~~سور~~ وریاے بند حرص و آرز

س

جیتے جی کرتا ہے کب دنیا سے دنیا واپس
زندگی میں جھگڑی جاتا ہو بڑھاتا آدمی
سخت مہلک ہو یہ بیماری ہو آدھ حص کی
ہو خدا ہی وار و دور و دل و زمانہ گان
وقت مشکل ہے وہی ہر ایک کا مشکل کشا
پر وہ پوش خلق ہے وہ ایک ستار المیوب
جاتے جاتے عمر جا بگلی گذرا اپنی تمام
تجھ سے دنیا کی عمارت ختم ہو نیکی نہیں
کھا چکا دنیا کو تو اور تجھ کو دنیا کھا چکی
سیر اس گلزار کی کرے کہ بعد از چند روز

انہی منہ سے گرم وہ کتا ہے سو سو بار بس
دم نکل جاتا ہو جب ہوتی ہیں سب تکلفیں
جانستان آزار ہو دنیا میں یہ آزار بس
ہو خدا ہی دستگیر نیکان زار بس
اور غم درخ و الم میں ہے وہی غمخوار بس
واقعہ اسرار دل ہو ایک وہ ولد اربس
آتے آتے دم یہ ہو جائیگا آخر کار بس
چھوڑ دو اسکو بیان بس کر دو ایہ ہمار بس
اب تو کر اس سے خدا کے واسطے ایہ ہمار بس
ختم ہو جائیگا گل اور موسم گلزار بس

اس تجارت گاہ میں کچھ کر لے مسرور بسین دین
ہونے والا ہے یہ سودا ختم اور بازار بس

خدا کی ذات کو ہر ایک دم سمجھنا پاس
کبھی کہیں نہیں جاتا ہو گھر سے گھر و لا
ہو سخن اقرب ارشاد ذات ربانی

نہ جانا دور کہ ہے دلربا ہمیشہ پاس
قیام رکھتا ہو نیدوی کے اسکا مولا پاس
خدا ہو نیدوی کے پاس اور خدا کو نید ا پاس

ہمیشہ دیتا ہے روزی گناہ گاروں کو عزیز و دھونڈتے کیوں در دور پھرتے ہو خدا کا نام فقط رکھ لے پاس دنیا میں جہان سے جائیگا جسوقت ساتھ کیا لیا اگر تو لوگوں کی خاطر عزیز رکھے گا دوا کی در دول زار غیر سے مت مانگ دم اخیر سمجھ لو ہر ایک دم اپنا	خدا کو بندہ ناچیز کا ہے اتنا پاس ہمیشہ جیکر ہا کرتا ہے وہ مولا پاس اٹھا دی باقی جو ہر مال زرخیز اناس جب یا پہلے تھا اسوقت کھاتا تھا کیا پاس تیرا کر گیا نہ کیونکر زمانہ سپاس کہ تیرے رہتا ہے وہ چارہ گر مسحا اس ہو اسکے جانی سن باقی کوئی گھڑی تماش
---	---

سفر ہے طول رہ آخرت کا اے مسرور
بہت سا خرچ تم اس راستے میں رکھنا پاس

لاؤ جو خیس اچھی اس بازار میں پائی خیس سود سود اگر کو دیتا ہو وہی سود اسی خیس ہو مناسب ایسے سود اگر کو یہ سود اگر می سائلوں کی ہر طرح سے ذخیر مرد غنی ہو محبت اپنی اپنی نوع سے ہر نوع کو مال و زر دیکر چھڑا دینا سے اپنی آپ کو لو سوچ گھڑ تک سلامت ہر لون مال کو سود اگر اچھا کہ اس سے سمجھو سود اچھا کر دی سائل کے حوالہ بقدر ہر خیس و مال پورا سود اگر ہو اور نامی وہی دوکاندار	نقد وہ حاصل کرے ساتھ اپنی حوالہ خیس رو برو جس خیس کے ہر جس کی شرمائی خیس جو بازار محبت بیش قیمت لاؤ خیس وقت پر نقد کچھ حاصل ہو دلو اے خیس چاہتے ہیں اپنی اپنی خیس کو ابنائے خیس جان بچ جائے اگر ہرگز نہ کر پروا خیس راستے ہی میں مبادا اپنی توٹو سودا خیس خیس لا اچھی کہ تمھکو فائدہ پہونچا خیس ما بخیس عند ضرورت تمھکو وہ ملجا خیس ہر طرح کلی جو کہ اس بازار میں پھیلا خیس
---	--

مسرور ناوار کیا اپنی کرے حالت بیان
کھو لکر نقد اپنا یہ دکھلائے یا دکھلائے خیس

<p>دور ہی ہو نو گم اس گلشن کی باس حق تری ہر عرض کرتا ہے قبول مستحقون کو اٹھا دے اپنا مال کھول وہ کیسہ جو ہی بانہ ہے ہوئے غم نہ کھا ای مرد و دانا غم نہ کھا تسکین کرو دیکھا حل مشکلک نش چھوڑ ہی جائیگا آخر جستنا گنج ہو گیا فرسہ اگر تو کیا ہوا پاک کر دلو ہوا و حرص سے بند و بن مت ڈر کسی بدخواہ سے کون اس وارفتا کو چھوڑتا ذات حق ہے مالک ملک جان مرد طماع و حرصیں دگر سنہ</p>	<p>پر لگامت ہاتھ مت جاگل کے پاس مانتا ہے وہ تری ہر التماس حق شناسی کر سدا حق شناس پاس مت رکھ اسکو جو رکھتا ہی پاس کام سب تیرے خدا کر دیکھا اس بن کے صابر صبر کرمت ہوا و داس کر لیا ہے جمع تو نے اپنے پاس خاک کھا جائیگی آخر تیرا پاس جسم کو دھوا اور بدل اگلا لباس عاجزی کر اور نہ رکھ دل میں ہراس گھر اگر ہوتا یہ مستحکم اساس رازق وحش و طیور و جن و تناس رات دن گردش میں ہو خیل خراس</p>
---	--

رویت

سردراتو بندہ حق ہے اگر

ش

سر جھکا اور کراد حق کلک پاس

<p>کار کن سر کرم ہر شام و سحر و کار باش در محبت و ایما دل زندہ باش ای زندہ دل نرم مثل موم شو یا سنگدل مانند سنگ سینہ کن صاف از ہر گرد و غبار ماسوا</p>	<p>روز و شب در انتظام کار خود مشیار باش در عبادت روز بے آرام و شب بیدار باش باش گل و سنبلستان جان یا غار باش صورت آئینہ بصورت قسبل یار باش</p>
--	--

مطلع

<p>عاشق روئے میسمائی اگر بہار باش</p>	<p>گر تو بہشتی طالب گل عند لیب زار باش</p>
---------------------------------------	--

دیر صورت بہ بند و چشم منے باز کن کن بوجدت اعتراف از دوی انکار کن تشنه شو تا جرعه از آب حیوانت دهند سر پیچ از بارگاہ حضرت باری تعالی باش نالان شکل بلبل در فراق روی گل	پردہ ہا بردار و محو جلوہ دیدار باش باند کن دستی و از خودی بزار باش دل بدلیخوش و در اہل دلان دلدار باش روز تاشب باورش موند چون یوار باش نغمہ زن رسوز دل مانند موسیقار باش
---	--

باش ملوک جهان ای بندہ تا مالک شوی سر نہ مسرور و رخاک بندگی سر دار باش	
--	--

خدا کی رکھتا ہی جو بندہ خدا خواہش مرادین چاہنے والون کو چاہ دیتی ہی زمانہ سارا ہی دیوانہ اپنے مطلب کا خدا کو جب تری خواہش ہمیشہ رہتی ہے خدا ہی چاہی تو بندہ کی پوری خواہشیں ہوں خدا ہی بندوں کو ساری مرادین دیتا ہی آخر دنیا سے چلے لگا جائے والا خدا کے چاہنے والے کسی کی رکھتے ہین ہر ایک شخص کے دل میں جہان فانی میں رہے گا سب کا زمانے میں کہ تو خواہشمند	خدا بغیر کسی کی ہے اُسکو کیا خواہش ہی سب کے مطلب و مقصد کا مدعا خواہش نہ یا رکھتا ہے تیری نہ آشنا خواہش تو اُسکی کیون نہیں رکھتا ہی دُعا خواہش کہ ایک بندہ ہی یہ اور نہ ہزار ہا خواہش وہ پوری کرتا ہی اُنکی ذرا ذرا خواہش یہاں ہی اپنی ہر اک چھوڑ جائیگا خواہش نہ ابتدا میں ضرورت نہ انتہا خواہش جد جدا ہے تمنا جدا جدا خواہش تری بھی دنیا میں ہر ایک کیھکا خواہش
--	--

خدا سے مانگو جو تم مانگتے ہو اسے سرور کسی کی رکھ نہ بخیر ذات کہہ یا خواہش	
--	--

سر جھکا سرور کہ حق تجھ کو کبریٰ مہتا عرش خاکساران الہی نے وہ پایا ہی عروج	لامکان بن جا کہ حق بخشی مکان بالا عرش سرنگوں خیکے کمال عرس ہو جا عرش
--	---

بندگان حق اگر دیکھیں نگاہ تیز سے آسمان پر خاکساران زمین کرتی ہیں سیر عاجزی اس خاک کی منظور حق کے حضور کھول دست عجز حق کے سامنے وقت دعا سر زمین پر ہے غنیمت جبکہ فرش پوریا دیدہ دل جس کے روشن ہیں بنور انبوی جاذب جذب محبت گر کشش پیدا کرے خاک پر سر رکھ کہ جھک جائے فلک تیری طرف	لر زین فوراً آسمان کا پڑ زمین بھرا عرش خاکبوسان محبت چومتی ہیں پائے عرش ہی مناسب اسکے پایہ سے اگر شرما عرش تا کہ کھل جائیں اجابت کو لیے درما عرش فی الحقیقت دلین دہ رکھتے نہیں پروا عرش کیا عجب ہے گرز زمین پر بھکیر دکھلائے عرش فرش سے بھکوا اٹھا لیجائے وہ بالا عرش رو خدا کے خوف سے بچھ کر بسا عرش
---	--

افتخار و دین ہے سرور عالم کی ذات
انکی پابوسی سے سرور کیون عرت پاد عرش

حق وہی ستا ہے بندہ حق نوش عمر کو مت کھانے پیئے مین گزار گھر نیا گر اس سہرا لے وہر مین اس قدر سر کیون اٹھاتا ہو حباب رکھ کیسکی بھی بدی پرست نظر قطرہ ناچر دریا کی طرح کام بہوشوں کے کیون کرتا ہے تو کاٹ لیتے ہیں زمانہ رنج کا زہر کا آن کو اگر مل جائے جام مان فرمان الہی جس طرح	کھل چکے جسکے کلام حق سو گوش مت کنوایہ دن لفکر ناؤ دوست کس لیے رہتا ہے یہ خانہ بدوش خالی نہ دیا اتنا کیون کھاتی ہو خوش دیکھ مت بندوں کے عیب پر وہ پوش لون گے برتے یہ کرتا ہے خروش حق نے جب بخشا ہی تھیک عقل و ہوش اہل تسلیم و رضا ہو کر خموش مثل شربت اسکو کر لیتے ہیں نوش مانتا ہے بندہ حلقہ بگوش
--	--

دل میں کر ذکر خدا جس سے نہون

ص	سرور اوقات بان و چشم و گوش	روایت
<p>فقط ہی راہ طریقت کار ہنما اخلاص کہ قصر عالم ہستی کی ہے بنا اخلاص خدا اسی کو ملا جس کو مل گیا اخلاص ہر ایک کار کر اے مرد کار با اخلاص سر اے دہرین، ایک صدق با اخلاص ہو صدق و راستی اکسیر و کسما اخلاص</p>		<p>ہو دین مذہب و ملت کا مقتدا اخلاص نہ تھایہ عالم ایجاد جب نہ تھا اخلاص بنا خدائی کا محبوب مرد با اخلاص ہر ایک بات میں ملحوظ دوستی کرے قیام جس سے محبت کو ہے قیامت تک حصول دولت و اقبال و مال کے خاطر</p>
	مطلع	
<p>تمام دنیا سے گر بڑھ سکے بڑھا اخلاص کہ رکھیں تجھ سے بھی سب یار و آشنا اخلاص گھٹا دی بعض عداوت کو اور بڑھا اخلاص کہ ہے ذریعہ مہبود و سر اخلاص محبت ایک ہے رکن اسکا دوسرا اخلاص</p>		<p>خدا کے بندوں سے کر بندہ خدا اخلاص رکھ ایسا اہل محبت سے تو سدا اخلاص اگر ہے قید تفکر سے مخلص منظور بکا رہے بھوکو ہے اخلاص دین و دنیا میں بنائے خانہ الفت ہے جس سے مستحکم</p>
	<p>کرے ہزار عبادت تو کیا ہے اے سرور کہ ذات باری کو منظور ہے ترا اخلاص</p>	
<p>جسکے گھر جاتا ہو اسکو دھکے دلو اتی ہو حرص اندھا بن جاتا ہو جس پر تم کل کھلاتی ہو حرص جسکے گھر ہی بی پروہ ہو کر رو برو اتی ہو حرص و ان ہی بی عزت بنا کر اسکو لیجاتی ہو حرص گالیاں ہر دوست اور دشمن کھلاتی ہو حرص صاحب عزت کو ذلت کیسی پہونچاتی ہو حرص</p>		<p>در بدر اس آدمی کو بھیکہ منگواتی ہے حرص حرص سے آنکھ اپنی بندہ کیسی کر لیتا ہے بند پر دوڑ جاتا ہو از خود اسکی عقل و ہوش پر جسکے جانا نہیں ہوتا کبھی اسکو پسند چھوٹتی باقی نہیں کچھ آبر و مطلع کی حرص سے بدنام ہو جاتا ہو ہر اک نیک نام</p>

طیبت انسان میں عیب حرص کی سختی
 حرص کب مرقی ہو جب تک مرنے جائے آدمی
 آنکھیں اونچی اپنی کر سکتا نہیں مرد حرص
 آدمی کو ایک دم لینے نہیں دیتی ہر دم

آدمی کی ذات میں کیا سخت برداتی ہو حرص
 چل دے دنیا سب تک اس کی کب جاتی ہو حرص
 انہی ہتھیرن میں اس کو کسی شرماتی ہو حرص
 اگر کو حیران شرق سے تا غربے وڑاتی ہو حرص

کچھ نہیں ہوتا نصیب کے بحسب خار الم
 جس کو سرور اپنا رنگین باغ دکھلاتی ہو حرص

خدا کے رتے میں رہ رہتا تو ایسا شخص
 اسیر و ام تعلق نہ ہو دنیا میں
 تمام لوگوں کو اچھا وہی سمجھتا ہے
 بغیر ذات الہی غریب بند و ن کو
 ربانی پانی ہو جس نے اجل کے پنجے سے
 خبر نہیں ہے خدا کی خدائی کی جس کو
 اٹھالے بار عبادت جو اپنی گردن پر
 غرض سے خالی کسی سے جو دوستی رکھے
 کرے جو دوستی سب سے وہی ہو پورا دوست
 ملے بے لالہ ایسا ہو کب کیا لوگ

جو ہو دے مرد موصد کوئی یگانہ شخص
 وہی ہر سارے زمانہ میں ایک ایسا شخص
 جو اچھے شخصوں میں ہوتا ہے آپ اچھا شخص
 نہ دینے والا کوئی ہے نہ لینے والا شخص
 ہو نہ ایک بھی ایسا جہان میں پیدا شخص
 ہو خالی عقل سے وہ بے شعور کیسا شخص
 ہزاروں بندوں پہ بھاری ہو وہ کیسا شخص
 نہ ایسا پہلے سنا ہے نہ کوئی دیکھا شخص
 جو پیار رکھے زمانہ سے ہو وہ پیارا شخص
 دکھائے صانع اکبر نے ہو کو کیا شخص

روایت

وہ دم بھی آئیگا سرور فقط کسی دم میں
 کہنگے لوگ کہ اب مر گیا فلانا شخص

ض

خود غرض خود مطلبوں کے کچھ بھی مت رکھنا غرض
 بے غرض رکھ نیک بد دوستی ای دوستانہ
 اپنے بگیا نے زمانہ کے غرض کے بارہن

رہنا ان اہل غرض کے بے تعلق لا غرض
 چھوڑا رہا اب غرض سے ہو کو بے پروا غرض
 رشتہ داروں میں فقط ہی معتد رشتہ غرض

ایکے کیا آئیگا اے نادان بجز شرمندگی	جائیگا لیکر جہان کچھ اپنا مطلب یا غرض
مطلع	مطلع
کیسی مچھیسون میں کرتی ہو تجھے رسوا غرض آجکل کے دوست منہ پر گرجہ کھلاتی ہیں دوست حاجتیں محتاج بندوں کو نہ کر دیتیں اگر ماری ماری ساری پھرتے ہیں غرض کے واسطے آدمی جتنے ہیں یا بند غرض ہیں سرسبز غیر کے در پر غرض لیکر نہیں جاتا کبھی	بندہ بندوں کا بنا دیتی ہو تھیکو کیا غرض غور سے دیکھو تو ہوگی کوئی درودہ غرض پھر کوئی بندہ کسی بندے سے کب کھتا غرض ہو درویش آج کل دنیا میں ملنے کا غرض ہے غرض دنیا و دنیا دار سر تا پا غرض جنکی گھر سے پوری کر دیتا ہو خود مولیٰ غرض
بتلاے رنج و غم سرور رہن دنیا میں ہم کیا غرض ہے کیا غرض ہے کیا غرض ہے کیا غرض	بتلاے رنج و غم سرور رہن دنیا میں ہم کیا غرض ہے کیا غرض ہے کیا غرض ہے کیا غرض
بندہ کی آپ سنا ہے حق بار بار غرض سن لینگے تیرے حال کی فریاد و الجلال پھیلا کے ہاتھ ناگ عاتق سے صبح و شام سائل کے گرجہ حال سے واقف ہو کر دگا درگاہ لا ابالی میں زاری قبول ہے تو بھی ہر ایک بندہ کی کراہی قبول عفو گناہ کے لیے حق کی جناب میں سائل ہو بندہ نیلے بدرگاہ ایزدی پرشس کے وقت دیکھے خالق کے روبرو دیتا نہیں ہے کوئی مدد تھیکو وقت پر	سائل کرے گرا ایک گھڑی میں ہزار غرض مانینگے تیری حضرت پروردگار غرض کرے زبان عجز سے لیل و نہار غرض ہے بندہ غریب کو لیکن بکار غرض آنسو بہاؤ روکے کر دزار زار غرض جس طرح تیری مانتا ہے کردگار غرض منت بہت سی چاہیے اور شمار غرض کر سر جھکا کر عجز سے ارجان تار غرض کیا کچھ کر لگا بندہ بے اختیار غرض سنا نہیں ہے کوئی ترا دوست دار غرض
مالک ترا ہے چاہے کرے تیرے باب میں	مالک ترا ہے چاہے کرے تیرے باب میں

مت کر زبان سے سرور خدمت گزار عرض

<p>ہو مقید بندگی کا رنج بندہ بعض بعض راہ حق پر سیکڑوں دن دوڑ گئے انسان بے ہین بہت محتاج اس دنیا میں کم حاجت والا کوئی کوئی ہر ہزار دن خدا اپنے کا دوست سبکی دانگیر مین دنیا سے دون کی تین</p>	<p>رہ گیا انسان ہر بات اپنی کا پورا بعض بعض منزل مقصود پران سب پہنچا بعض بعض لینے والے سیکڑوں دن دردی والا بعض بعض سیکڑوں کے ہر جناب حق کا پیار بعض بعض حرص سے خالی یہاں کا تو ہو گا بعض بعض</p>
---	--

مطلع

<p>بندہ اہل نظر و بکھا تو دیکھا بعض بعض کیا صفا نقاش نے کھینچا ہر نقشا بعض بعض اس قدر توحید کا شکل ہے نکتہ بعض بعض انقلاب الیاد کھا دیتی ہو دنیا بعض بعض صاف سینہ مردور و شن دل لگا بعض بعض</p>	<p>ہم نے مرد و باخبر پایا تو پایا بعض بعض حرف کیا خوشخط ہو اس کا تہ لکھا بعض بعض بے موصد کے عزیز و کھل نہیں سکتا کبھی عقل کھا جاتی ہو حکم سبکی حالت دیکھ کر ساری دنیا کو اگر ڈھونڈو کے تم لیکر چراغ</p>
---	---

روایت

پوری یا مشکل مشکلتانی کیجئے

طا

کھول دو باقی جو ہے سرور کا عقد بعض بعض

<p>بندگی کا بندگان حق سے ہوا ہمار شرط حکم سے گردن کشتی کرنا نہیں بندگی کا کام دونوں تنگی اور فراخی لازم و ملزوم ہیں سعی لازم عین موقع پر ہو مرد کار کو ماننا دل کی رضا سے شرط ہے حکم قضا سکو دکھلاتا ہو وہ مطلوب الیہ چاہا باندھ کر شرط و فاقہ سے یہاں یا تھا تو</p>	<p>ہے زبان سے کلمہ توحید کا اقرار شرط بندگی میں سر جھکانا ہو فقط ای بار شرط ساتھ ہر گل کے بہستان جہان ہر خار شرط آدمی کو کام کرنا ہے بوقت کار شرط مذہب تسلیم میں اس پر نہیں انکار شرط ہو طلب اس میں مگر ای طالب ویدار شرط اب تو مت کر بیٹھ ترک دوستی مت ہار شرط</p>
--	---

ہو کے تائب ہر گھڑی کرتا ہر چہ تازہ گستا مانی جائے یا نہ مانی جائے تیری التجا مانتا ہے غدر حق ہر بار جو کرتا ہے تو	توڑ دیتا ہوں اپنے قول کی ہر بار شرط ہو مگر منہ سے ترسے وقت دعا مگر ار شرط گرچہ توڑے باندھ کر تو اس سے سو سو بار شرط
---	---

ختم ہم کر لینگے انشاء اللہ محمد ایزدی
زندگی اپنی مگر سرور ہے دن دو چار شرط

منزل دنیا نہیں جائے نشاط بندہ خاکی کی بیچ پوچھو اگر برزبان مست لا کوئی سہو دہا بندگان حق سے رکھ احق کو دوست اچھے لوگوں سے بڑھانا چاہیے رکھ بوقت رنج امید خوشی ہر جہان میں چاروں کے واسطے رو نہیں ہوتا ہے حکم کر دگا گرم یہ محفل رہی کب تک وہ نہیں مرتا جو باقی چھوڑ جائے	کیون بھپاتا ہے بساط افسانہ کتنی حیثیت ہے اور کتنی بساط ہر گھڑی ہر بات میں رکھ احتیاط دوستی سجد نہایت اختلاط اتحاد و اختلاط و ارتباط یاد کر غم کو بوقت افسانہ محفل عیش و خوشی نرم نشاط تانا جائے اونٹ فی سم الحیات کب تک بھپتا رہیگا یہ سماط سر زمین پر مسجد و چاہ و رباط
---	---

گذرے دن سرور ضعیفی آگئی
طبع سے کردور عیش و افسانہ

آشنا مطلب کا ہے ہر اپنا بیگانہ فقط ہر جگہ ہے پر تو افکن نور وحدت کا چراغ اس مسافر کو سرائے دہر میں رہنا نہیں دام دنیا میں فقط یہ مرغ زیرک ہے اسیر	ہر غرض کے واسطے یاروں کا یار نہ فقط ہو رہی ہو ساری دنیا ہسکی پروانہ فقط ایک بار اسکا بیان آتا ہے اور جانا فقط ہے نہ بخیر تعلیق بند یہ دانا فقط
--	---

کام میں اپنے سدا ہشیار یہ سرست ہے طالب حق کو فقط حق سے تعلق ہے مرام گل نہیں آتے نظر ہر وقت اس گلزار میں اور کیا حاصل ہے اس دنیا سے دنیا دار کو دوستان حق کی ہے مروان حق سر دوستی فی الحقیقت سب کا حاکم ہے خدا اگر حکم سے	اپنے مطلب کا ہے دیوانہ یہ دیوانہ فقط اپنے بیگانہ سے رہتا ہے وہ بیگانہ فقط چاروں آباد رہتا ہے یہ دیوانہ فقط ہر نصیب اس بندہ غمگین کے غم کھانا فقط بندے رکھتے ہیں خدا سے اپنا پارا نہ فقط جان و دل سے جسے فرمان خدا مانا فقط
---	---

کوئی سمجھے یا نہ سمجھے نکتہ توحید کو
کام ہے سرور کا بے سمجھ کو سمجھانا فقط

نکال آنکو جو ہیں موجود اغلاط نشان پایا نہ وحدت کا کسی نے کرے جو وقت پر حق کی عبادت وہ اچھے بند و نہیں اچھا ہے بندہ ترا داماں ہے سارا پارہ پارہ نہ ٹل پیچ بولنے سے بچے بندے گنہ سب بخشو اپنے خدا سے پشیمان ہو پشیمان ہو پشیمان نہ دے ہرگز طبیعت کو بگڑنے	ترے اعمال نامہ میں بافراط گئے سب ہونڈھتے سقراط بقراط ادا کرتا رہے قرضہ کی اقساط جو اندرون میں ہے وہ مرد محتاط بھلا کب اُسکو سی سکتا ہے خیاط اگر مارا بھی جائے مثل سقراط کیسے ہیں جو بیان تو نے بافراط کہ ہے توبہ سے ممکن انکا اسقاط برابر رکھ ہمیشہ اپنی اخلاط
---	--

سنو اس گل کو سرور مثل گلگون
کر اس لکڑی کو سیدھا مثل خراط

ہو سکے کیونکر خدا کے علم پر بندہ محیط واری سے اسکے باہر رکھ نہیں سکتا قدم	کنہ ذات حق یہ ہو کیونکر قیاس کا محیط اس قدر ہے مرد دنیا دار پر دنیا محیط
--	---

<p>اے رفیق حق برسا جاتا اگر اس خاک پر ایک موحد ذرہ ناچیز بن یا آفتاب تیری کشتی کا خدخود ناخدا تک نہو رست چپ چپ پیش و پس کچھ دیکھ سکتا ہی نہیں بحر فضل انوری رہتا ہے جاری ہر گھڑی سیکڑوں خواص جس سے ڈوب کر کھلے نہیں آدمی اک دھوپ کا جلوہ ہی اور حق آفتاب دور کیا کر ایک سے لاکھوں بنا لے کر دو کا</p>	<p>ایک دم من قطرہ ناچیز بن جاتا محیط بادشہ ہو یا کدایا ایک قطرہ یا محیط ہو گا طے کس طور یہ بے انتہا و را محیط کیسا عقلت کا تری آنکھوں نے ہی پروا محیط موج زن ہے جا بجا فضل الہی کا محیط گہرا اور چوڑا ہے اس توحید کا کتنا محیط قطرہ اک پانی کا یہ بندہ ہی اور مولا محیط کیا عجب قطرے سے گر خالق کر ہی سدا محیط</p>
---	--

قائم وحدت کا ایسا سرور کنارہ دور ہے
تیر کر طے کون کر سکتا ہے یہ سارا محیط

<p>مرد باتدبیر کرتا ہے ہر کار احتیاط ٹیک و بدکار کھ بوقت سیر بازار احتیاط اچھا ہو جائیگا بیماری سے آخر ایک دن اپنے نزدیک نے مت دے آدمی کم طرف کو موسم گل میں بھلا دیتی ہے کیوں وقت خزان مستعد ہو کام کے کرنے پہ جتنی مرتبہ دیکھنا رکھنا خدا کی بندگی کے کام میں کام کیوں کرتا ہی وہ بے احتیاطی سے خراب</p>	<p>کیونکہ ہے ہر کار میں انسان کو دور کا احتیاط باغ میں جائے تو کر اندر گل و خار احتیاط کھانے پینے میں اگر رکھیگا بیمار احتیاط اسمین کہ ایسا مرد دور اندیش بسیار احتیاط اسمین کیوں رکھتی نہیں ہے بلبیل زار احتیاط چاہیے اسمین کرے انسان بہ تکرار احتیاط ہر گھڑی ہر مرتبہ ہر وقت ہر بار احتیاط جسمین ہے ہر دم تجھے درکار ایسا احتیاط</p>
--	--

روایت

مسئلہ وحدت کا جب کرنے لگے سرور بیان

طا

ہی وہاں ہر بات میں تجھ کو سزاوار احتیاط

پہلے دن جو خاتمہ قدرت نے لکھا لفظ لفظ

ہو گیا اب صفحہ عالم پر ہو میرا لفظ لفظ

پورے وحدت کو معانی کوئی پاسکتا نہیں
 کیسا مضمون ہے مسلسل نسخہ ایجاد کا
 ملک قدرت کی جیسی تحریر کوئی بھی نہیں
 چشم عبرت سے مطالعہ کر کتاب کائنات
 ثابت آنے ولین کر بعد از نفی اثبات کو
 کھولی جائیگی خدا کے روبرو تیری کتاب
 سب تیری تقریر لکھتے ہیں کرام کا تبین
 غور کی آنکھوں سے ہر دم اپنی حالت آپ کی
 کیا عجب حمد ایزدی دیوان پر صلی علی

فہن میں کیسے یہ آسکتا ہے پورا لفظ لفظ
 دفتر عالم کا ہے پیچیدہ کیسا لفظ لفظ
 حرف حرف اسکا عیان ہے آشکارا لفظ لفظ
 تاکہ آجائے سمجھ میں تیری اسکا لفظ لفظ
 یاد کر لے بر زبان وحدت کا کلمہ لفظ
 سارا پڑھ ونگے ترا اعمال نامہ لفظ لفظ
 جو نکلتا ہے زبان سے پورا پورا لفظ لفظ
 کر مطالعہ نامہ اعمال سارا لفظ لفظ
 ہی محبت خیر و دور و انگیز جبکہ لفظ لفظ

خاتمہ بالخیر کی سرور کے حق میں کی دعا
 ابتدا سے انتہا تک جسے دیکھا لفظ لفظ

فقط ہی اپنی خلقت کا وہ خلاق جہان کا
 پھلے پھولے نہ کیونکر بوستان عالم دنیا
 ترا بیشک خزانہ سچ رہے چورون کے چلے سے
 تصرف مالکانہ اس میں کر گرا اسکا مالک ہے
 گذر جائیگے دن تھوڑی سے جسدن پھر خدا جا
 سخی نیکر خدا کے نام پر دی ڈال مال اپنا
 رہیگا خود خدا ترا محافظ اس نے ملے میں
 ہمیشہ یاد رکھ ذکر الہی ظاہر و باطن
 جو حافظ ہیں نگہبانی کیا کرتے ہیں قرآن کی
 گئیں اڑ کر کمان و بلیں ستیان عالم سے

بہر جا و مکان ہر وہ شہ کون و مکان حافظ
 کہ اپنے باغ کا رہتا ہے خود وہ باغبان حافظ
 اگر گنجینہ دلبر رہے تیری زبان حافظ
 تو بن بیٹھا ہے کیوں اس مال زر کا میران حافظ
 کمان ہو گا گنجینہ کمان مالک کمان حافظ
 نہ کر اسکی حفاظت کو مقرر پاسبان حافظ
 اگر تو اس کے بند وں کا رہیگا ہر زمان حافظ
 بنو کر حق نبالے اپنا دل و اگر زبان حافظ
 خزانہ معرفت کا ولین رکھتے ہیں نہان حافظ
 کمان سعدی کمان مامی کمان رب کمان حافظ

<p>کسی کے ذکر سے ہرگز نہ رکھ کچھ واسطہ مسرور ہو و صاحب دم کا ہر ایک دم محفوظ نہیں ہے ایک ہی حالت میں حالت انسان اجل کے نیچے سے دارِ بچار ہرگز ہزاروں بندے گنہگار ایک و مقبول خدا کی زیر حفاظت ہے دفترِ افلاک نہو گا دنیا میں جب تک کہ خود خدا حافظ کب اپنے ظلم سے ظالم امان پاتا ہے یقین ہے دنیا کو چند عرصے جان بچا لیگا معاظنا ایسا کوئی ساتھ لے بوقت سفر کراپے ہاتھ سے تقسیم اپنا گنجینہ</p>	<p>فقط رکھ حفظ نام اُس لیے خالق کا مہیاں حافظ بشاہراہ طریقت قدم قدم محفوظ خوشی ہے اُسکی نہ محفوظ اور نہ غم محفوظ اور اس بلا سے فریدوں ہا نہ جم محفوظ بہت سے لوگ ہیں دارِ ادرک محفوظ خدا کے حکم سے ہے لوح اور قلم محفوظ ہوا و حرص کے کیونکر رہیں گے ہم محفوظ شم سے رہتا ہے کب صاحب شمع محفوظ گر اس سے بلا رہ گیا تو بیش و کم محفوظ کہ رہنمون سے ہو تیری رہ عدم محفوظ نرکھ مکبئہ حرص و طمع و رم محفوظ</p>
---	---

<p>روایت غلام سرور ملک عرب یہ سرور ہے ہمیشہ جسکی حفاظت میں ہے عجم محفوظ</p>	<p>ع کہ روز ہاتھ نہیں ایسا آئیگا موقع بھلائی کر لے کہ ہر اندرون بھلا موقع نہ لینا دیکھنا اپنا کہیں گنوا موقع بڑے بھلے کا سمجھتا نہیں یہ کیا موقع ہر تیرے کام کا اچھا بنا ہوا موقع</p>
---	---

مطلع

<p>گذر یہ مفت اگر آج جائیگا موقع رہے نہ دام میں دنیا کی آدمی دم بھر</p>	<p>لیگا کوئی نہ پھر ایسا دوسرا موقع اگر رہائی کا پائے یہ مستبلا موقع</p>
---	--

وہ کام کر کہ قیامت کو تیرے کام آئے گلوں کو دیکھ لے کر سیر اس گلستان کی خدا نے نور بصیرت عطا کیا جس کو کمان سے نکلا ہوا تیرا چہرہ آئینا اٹھالے فائدہ اب جس زندگانی کا جب ایک موقع تھا تار ہے تو رکھ امید تلاش کر لے تو اپنی بھلائی کی خاطر	گرا بھجے کوئی لمبا لے اچھا موقع کہ چار روز ہے اس کی بہار کا موقع ہو اسکی آنکھوں میں روشن ذرا موقع لیکا پھر نہ کبھی جب گذر گیا موقع کہ لینے دینے کا ہے آج بے بہا موقع بنا ہی دیکھا خدا کوئی دوسرا موقع بھلا زمانہ بھلا وقت اور بھلا موقع
---	---

ضعیفی آنی جوانی گذر گئی — سرور
ہے کھیل کود کا اب کون وقت کیا موقع

وہ بخش روشنی اہل جان کو بکھر شمع کرا لیا نور محبت سے اپنا دل روشن زمانہ سارا ہو پر واند تیری صورت کا صفا بہ ظاہر و باطن کرا اپنے سینے کو ابھی سے خانہ تار یک گور کر اچلا	کہ تیری روشنی سے جلوہ گر ہو گھر شمع ہو جیسے خانہ تار یک میں منور شمع ہو روشن حسن عمل کی اگر تیرے گھر شمع کہ نور ذات کے روشن ہو باہر اندر شمع کہ تیرے جانی سے اول و ثان ہو نور شمع
--	---

مطلع

اگر پہلے سے موتوں ایک دم بھر شمع تو سوتا رہتا ہے تا فجر شمع جاگتی ہے ہزاروں جل چکے پرداؤں کے شعلوں کے چراغ جلتے ہیں روشن اسی چراغ سے ہیں چراغ ہستی کا گل ہو گا ایک روز افسوس نظر نہ آئیگی صورت کسی چنگے کی	کیسا کون اُسے دنیا میں بار دیکر شمع بہاؤی غم کے ہو آنسو ہمیشہ نبھ کر شمع بچکی جلتے سے اُنکے عوض میں کوئی بکھر شمع ہو وہی جلوہ اُسی شمع سے یہاں ہر شمع نظر کسی کو نہ آئیگی یہ نور شمع سحر کو جلتے سے رہ جائیگی جب آخر شمع
---	---

<p>تمام خلق کو حاصل ہو روشنی جس سے تو حسن خلق کی روشن کرا یہی سرور شمع</p>	
<p>دوستوں میں باعث شایع و نزع نفس سرکش کی جو گردن توڑ دے زینت دنیا ہے گر چہ جاہ و مال لیکن آخر کار اسکا چھوڑنا علم بخشا ہے اگر حق نے تجھے عقل سے اپنی نئی باتیں نکال سب مسلمان جسکو مانیں تو بھی مان پوری کہ جو بات سچ کہنے کو ہو موت گردن ہی دبا لیگی تری غیر تسلیم و رضا و عاجزی کہ کو آٹھ ٹھٹھنگے ساری بار دوست چاہتا ہرگز نہیں ہے دو الجلال</p>	<p>ہو ملک دولت و مال و متاع ہو وہی مرد بہادر اور شجاع دولت اقبال و فخر و ارتفاع سخت شکل ہو گا ہنگام و داع دی ہو ہر راز نہان پر اطلاع کر عیان اچھے سے اچھا اختراع بات سن ہو چسپہ سب کا اجتماع کچھ نہ کر آسمین کی و اختراع جب اچانک بخیر بے اطلاع کچھ نہ بن آئگی اے مرد شجاع الوداع و الوداع و الوداع اپنے بندوں سے بغیر از اتباع</p>
<p>تو بھی سن سرور کلام و عطا و نند بنتے جس رعیت کے ہیں صوفی سماع</p>	
<p>اپنی مولیٰ کی طرف رکھ ہر گھڑی اپنا رجوع تیری صورت بھی نہیں دیکھنے کے بعد از خیر و خاک پر گرتا نہیں کسوا سٹے او خاکسار روز کرو روز بان انا الیہ راجعون سطح رکھتا حق سو دوستی ناحق کا دوست</p>	<p>تا کہ ہو تیری طرف بھی ساری خلقت کا رجوع آج کل خلی طرف ہے سرسبز تر ارجوع کیون تو اپنی اہل کی جانب نہیں کرتا رجوع ہو بحق حق کی طرف جب ایک دن کرنا رجوع سو دین کیونکر کر لگا عاشق دنیا رجوع</p>

تخاص نسبت جزو کو اس کل سے جس حالت میں غیر سے رخ پھرا و حق کی طرف اسی مرد حق فی الحقیقت ہر رجوع خلق بھی اسکی طرف	کیونکہ کثرت کا وحدت کی طرف پورا رجوع رات دن رکھ صورت قبلہ نما اپنا رجوع جسکا ہر دم حضرت حق کی طرف ہوگا رجوع
---	---

رات دن سرور نئے کام میں معروف ہے
کار کار آمد جو ہیں اُن پر نہیں اصلاً رجوع

جمع کرتا ہے آدمی طمع لکھا قسمت کا صاف ملتا ہے پھر تا گھر گھر ہے کس لیے افسوس موت آئیگی ناگہان جسم زور ڈالیں گی جب کہ کم زوری حق نے بھیجا ہے تجھ کو دنیا میں اے مسافر خدا کے رستے میں لوٹ لیتے ہیں رستہ چلوں کا چاہیے مرد طالب حق کو سخت مشکل ہے نکتہ وحدت کا آنکھیں رکھتا ہر جو کوئی دیکھے	کسیلے اپنے گھر میں مال و متاع جب ہر قسمت و ہر اضلاع نیکے ایسا حریص اور طماع لوگ اُسد م کر نیکی تجھ کو وداع نہ شجاعت رہیگی پھر نہ شجاع ہو اُسی کی طرف تیرا رجوع لاکھوں نہرن بہن سارے دن قتل دانون دیکر تمام مال و متاع نہ عداوت کسی سے ہونہ نزاع وہی سمجھ گیا جو کہ ہو طماع روئے صفت سے جلوہ شناع
--	--

روایت

ہر حقیقت میں سرور اموزوں
تیری حمدانیزوی کا ہر صراع

غ

رنگ و بوے باغ عالم سے معطر کرو باغ جھوٹ ہوا س زندگی میں زندگانی کی اسید کیونکہ ہر نافرمان بھلا وحشی طبیعت آدمی	خشک مغزی جس کے مٹ جا تری ہو تر و باغ ناحق اٹھتا ہو یہ بہو وہ خیال اندر و باغ سرکشی کرتا ہر حق کے کیونکہ انسان خرد و باغ
--	---

عاجزون بے اختیار وں کو نہیں اچھا غور خاک مولد خاک مسکن خاک مدفن جسکا ہو گل نہیں ہوتا کبھی اسکا چراغ زندگی نور وحدت سے منور ہو گئی ہر ایک نگہ بیٹھے بیٹھے فرش پر جو عرش کی کرتے ہیں سیر گندہ مغز ایسا ہوا کس بات پر ہے آدمی کون سے رتبے پر روز افزون ہوا سلی کشی مغزین بوجہ جہنمی ہو جاتی رہا گی ایک وز	ان بچار وں خاکسار وں کو نہیں بہتر دماغ کیون ہوا ایسے خاک کے تیلے کا گرد وں دماغ ہو چکا ہو جسکا نور عقل سے انور دماغ ہو گیا ہر ایک سینہ صاف روشن ہر دماغ کیون نہو عرش برین پر اُنکا بالائز دماغ اور سمائی بادِ نخوت کیلئے ہے در دماغ دن بدن اسکا بگڑتا جاتا ہے کسپر دماغ خالی ہو گا ان خیالوں سے ترا آخر دماغ
---	---

بندہ زار و ضعیف و عاجز و کمزور ہے
کون سے پایہ پہ دنیا میں کر ہو سرور دماغ

اپنے گم گشتہ کا آنے پالیا سار اسراع مدعا حاصل کیا کی جسے اُسکی جستجو یار ہر جانی کا انسان کسطح مانو نشان بیخبر یہ اپنی خود ہستی سے جس حالت میں ہے	جسے اس سے میں اگر کھو دیا اپنا سراع پاؤں رکھا جسے اُسکی راہ پر پایا سراع کسطح اُسکا پتا کوئی نکالے یا سراع پائیگا اپنے خدا کا کسطح بندہ سراع
--	---

مطلع

خلق سے خالق کا ہمو مل گیا پورا سراع رکھا جس خالق نے شہراہ طریقت پر قدم گھر تلک دلیہ کے پہونچا جستجو کرتے ہوئے تپے تپے پر تپا ملتا ہے اُس گلفام کا جو مسافر حلیہ یا فانی سراے دہر سے خاک اُس خاکی کی حب اُڑ جائیگی نیکر عبار	آخرش وحدت ملک کثرت کا جا پہونچا سراع ہر قدم پر اُسکو جانان کا گیا ملتا سراع جسکو دل نے ہو سراغی نیلے دکھلایا سراع باغبان کا ہی بیان ہر باغ سے پیدا سراع پھر نہیں اُسکا کسی کے اُس جگہ دیکھا سراع بانی رہا نیگا پھر اُسوقت اُسکا کیا سراع
--	---

ہر قدم پر چسکا ہوتا ہو عیان نقش قدم

پھر نہیں ملتا ہمیں باعث ہو کیا اسکا سرخ

حق کا کیوں کر پائیکا سرور تپا اس راہ میں

جب ملک پہلے نکالے گا نہ تو اپنا سراغ

دل میں کر روشن محبت کا چراغ
دل کو خوش کر لے گلوں کو دیکھ کے
دل میں بھر دے سرسبز عرفان نور
کر مقرر بندگی کے واسطے
بندہ خاکی کا کس رتبے پر ہے
اہل دولت کیلئے ہوتا ہو خوش
اپنے رہبر کے قدم پہچان لے
حق کا عاصی نیکی نادان آدمی
کام کر ایسا کوئی جس سے رہے
تازہ ہر موسم تر اگلزار ہو

کر لے سوز دل سے سینہ باغ باغ
باغ کی کر سیر ہو کر باغ باغ
تا کہ ہو اس سے تراروشن دماغ
اپنے وقتوں سے کوئی وقت فراغ
دو ستو عرش معلیٰ پر دماغ
بٹیکر مردار پر مانند زراغ
تا کہ مل جائے تجھے اسکا سراغ
کیون لگتا ہے صفا چادر کو داغ
شتر تک روشن تر ہو گھر کا چراغ
پھولتا پھلتا رہی ہر وقت باغ

چھوڑ دو محفل صراحی توڑ دو

عمر کا اب بھر چکا سرور ایاغ

یہ کیسا باغ ہو دنیا کا ایک عمار باغ
ہو اسکا نقشہ سراپا بہشت کا نقشہ
بجز نکالے نہ نکلا وہ اس گلستان سے
برہ بار بدلتا ہے ڈھنگ یہ گلشن
کبھی بہار کبھی ہے خزان گلستان میں
ہزاروں بلبلین اور سیکڑوں ہین گل زمین

کہ دوسرا نہیں ایسا پھلدار پھولدار باغ
ہے عین گلشن حبت کا یہ نمونا باغ
بچشم غور یہ سرسبز حبت دیکھا باغ
نرالے رنگ دکھاتا ہے ہمیشہ باغ
کبھی ہے پھولتا گلشن کبھی ہے پھلتا باغ
نہیں ہے بلکہ کوئی اور اس کے اچھا باغ

مطلع

ہے کس نے دیکھا کوئی اور سطح کا باغ
نظارہ اسکا فقط دور ہی سے کر لیا
جو جامہ توڑ لو پھول اور جو جامہ کھا لو پھل
خدا نے مال دیا تبھکو بخش دی اولاد
کہ سب کی آنکھوں کی تلی ہے یہ اپنا باغ
سمجھ نہ بیٹھتا باغ جہان کو اپنا باغ
کہ باغبان ازل کا ہے ملک سارا باغ
کہ جس سے خانہ دولت بنا سراپا باغ

ف

بساغ عمر کوئی کا بیج بوسرور
کہ ہو دی حشر کے دن تک شراستگفتا باغ

رولین

کشتا ناطاقت ہر عاجز ناتوان انسان ضعیف
ہوتا جاتا ہے یہ انسان ناتوان شام و سحر
اتنا اترتا یہ کیوں ہے بندہ خاکی تراو
کون طاقت پر یہ ناطاقت بھلا مغرور ہے
کتنی کمزوری ہے اس عاجز میں کتنا ضعیف ہے
اپنی کمزوری پر یہ کیوں نہ روئے زار زار
سخت بیماری ہے دامگیر اسکو ضعیف کی
آب و دانہ سے نہ لے رزاق گرا سکی خبر
کچھ بھی کر سکتا نہیں یہ کام بے امداد حق
جذب حق کھینچے اگر اسکو کہیں اپنی طرف
کستدر ہر ساری حیوانوں کے حیوان ضعیف
دن بدن کرتی ہے اسکو گردش دوران ضعیف
فخر کیوں کرتا ہے اتنا آدمی نادان ضعیف
کون سے زور اور کس قوت پر ہزاران ضعیف
کستدر کے جسم بھی اسکا ضعیف ورجان ضعیف
کیوں کھا لیا اپنے ایسے ضعیف پرارمان ضعیف
کس سے مانگے اپنے دل کے ضعیف کا درمان ضعیف
مرز و لگ جاتا ہے اک دم بھر میں یہ بحان ضعیف
رات دن ناحق بھر کرتا ہے سرگردان ضعیف
عش پر بے نردبان چڑھ جائے انسان ضعیف

کیسی کرتا ہے شکایت مسرور اپنی ضعیف کی
جب بنی آدم کو فرماتا ہے خود قرآن ضعیف

خدا کر گیا ہر اک بات کا وہان انصاف
اگر تو رکھ گیا ملحوظ ہر زمان انصاف

کسی کا دیکھا نہ ظالم اگر یہاں انصاف
زراہ سارا ہی تیرا مطیع فرمان ہو

جگہ جگہ پیدالت مکان مکان انصاف	کراہی منصفی جاری کہ تیری ذات ہے
کھڑا ہو تیسرا تو بن کے درمیان انصاف	جہان دو آدمی آپس میں لڑنے کو ٹھہرین
تعصب آیا تو پھر رگیا کہاں انصاف	جھکا جب ایک طرف پلہ تل چکا پورا

مطلع

کہ صاف کر دی کہ دورت سے جسم جان انصاف	خدا کے واسطے ہر وقت کر میان انصاف
کبھی زبان سے تکلم میں ہو عیان انصاف	کبھی ہو پردہ دل میں شرے نہان انصاف
کہ دل بھی ہو ترا انصاف اور زبان انصاف	خیال ظاہر و پوشیدہ رکھ عدالت پر
وہ ملک رہتا ہی آباد ہو جہان انصاف	ہمیشہ شاد و مین وہ لوگ جو کہ منصف ہیں
کہ چاہتا ہے خداوند دو جہان انصاف	ستم سے کس طرح راضی ہو کوئی دنیا میں
ذرا تو دل میں کر ای مر و نکتہ وان انصاف	تو کون چیز تھا پہلے بنا ہے اب کیا چیز

ہر ایک کام میں انصاف چاہیے سرفراز
ہر ایک بات میں لایق ہو سکے انصاف

دور کر دل سے کہ دورت کا غلاف	سینہ رکھ اپنا صفا ای سینہ صاف
گرچہ پہچان ہو گازیہ کوہ قاف	خود بخود ہو چنگا تھکوتیرا رزق
بندہ فرمان خدا سے انحراف	باوجود بندگی کیونکر کرے
بر زبان اقرار و دل میں اعتراف	رکھ ہمیشہ کلمہ توحید کا
کفر کا کر دور لوم دل سے کاف	فرو دولت گر تجھے مطلوب ہے
کفر و ہتھان و دروغ و کذب و لاف	جب ملک ہے زندہ مست لا بر زبان
جسکی ہو تقریر حق کے برخلاف	راستباز و نیکے مخالف ہو وہی
ہو اگر آئینہ روشن سینہ صاف	صورت و لہار صاف آئے نظر
اور نہ کر اس خاک کا سر پرچاف	پھر نہ آئیگا تو جہدم سوئیگا

دیکھ مت خاطر کسی کی جھوٹ بول حضرت ستار و غفار الذنوب کیونکہ ہے لائق خود کو کر چکا کیسے کرتا ہے تو ناحق کا فخر	صاف ہو جو بات کہ دے صاف صاف سب گنہ گردنیکے بندوں کے صاف اُن سے حق بخشش کا وعدہ صاف برزبان لاتا ہر کون لاف و کراف
--	---

برزبان لاتا نہ سرور دیکھنا بات کوئی راستی کے برخلاف	
--	--

تو اپنے سینہ کا آئینہ اس قدر رکھ صاف خدا کے خوف سے رو پایا و حوسہ نامہ و دپائے دولت ویدار جو کہ دنیا میں نکا لو گھر سے جو ہے جمع مال دنیا کا جو گھر میں ہو غصہ و خاشاک جھاڑا سکودو ہو صاف رنگ کدورت سے جسا آئینہ ہمیشہ کانٹو نہ کٹتی ہے زندگی بسکی حساب پاک کر ایسا حساب والوں کا نہ دیکھا رنگ کسوٹی پر تیرا یہ سونا ہر ایک نقش صفا کھینچتا ہے وہ نقاش خدا کے واسطے سب مان لو مسل نو	کہ آئے اوس سے نظر تھکے روئے دلبر صاف سیا ہی مٹنی ہے کر لے بدیدہ تر صاف بشکل آئینہ بن جاے باہر اندر صاف تمہارا ایسی غلاطت سے چاہیے کھر صاف تمہارے رہنے کی خاطر ملک ہو بہتر صاف وہ سینہ رکھتے ہیں ہر ایک کے برابر صاف نہ اُنکو چاہیے قالین نہ کوئی بستر صاف کہ ایک ایک رقم سے ہو سارا دفتر صاف کر لگا جب ملک اُسکو نہ کوئی زر کر صاف ہر ایک لکھتا ہے تصویر وہ مصور صاف جو ہیں حدیث میں فرما کیے پیر صاف
--	---

روایت	وہ جانند صاف نظر آئے سامنے تھکے بخار سے ترا مطلع اگر ہو مسرور صاف	ق
-------	--	---

مرد شایق کو مقام قرب تک پہنچا شوق منزل مقصود تک سالک پہنچ جائے وہیں	اور اٹھا فرش زمین سے عرش پر لجا شوق رکھے ثابت گر شہراہ طریقت پائے شوق	
--	--	--

فوق و شوق حق سے انسان لذتیں حاصل کرے مرد طالب چہرہ مطلب کو فوراً دیکھ لے راہ پر آجائیں سارے گھر بان راہ دین قطرے سے موتی بنالو خاک سے سونا کرے شوق ناداروں کو دلو الے خزانہ مال کا شوق انسان کی مرادین پوری کرتا ہوا شوق کر دے بے ہنر کو صاحب فضل و ہنر ایسا مستغرق بدوق و شوق ایسا شائق ہوا	پائے نعمت خانہ حق سے اگر ملو ای شوق اپنی صورت پر دہ دل سے اگر دکھلاؤ شوق راستی کے راستے تک گرا نہیں لجاؤ شوق نسخہ کسیر شائق کو اگر سکھلائے شوق مرد مفلس کو تہ بخت سلطنت ٹھلاؤ شوق آدمی کو منہ سے جو مانگے وہی لہو شوق بلکہ وحشی کو بنا کر آدمی دکھلاؤ شوق ابر شوق آکھو نکو اور دلو کو بنا دریاؤ شوق
---	--

فصل حق سے کرپن ہم بھی ختم حمدان زدی
مسرور اسپین اگر ہو مدد فرمائے شوق

نہ طالب مال کا ہو اور نہ ہی خواہاں ز عشق صفائی قلب سے گھر گھر کی دیا ہو خبر عاشق وہ بیدل اپنے دلو قبلا و کعبہ سمجھتا ہے فرشتہ نیلے بالائے فلک پر داز کرتا ہے سدا دام محبت کے نشہ میں جو رہتا ہو	نہ گھر والا کوئی رکھتا ہو عاشق اور نہ گھر عاشق زمین و آسمان رکھتا ہو سب بر نظر عاشق فقط دلی طرف ہر دم تھکا رکھتا ہے ہر عاشق خدا کو شوق کو حیدم لگا لیتا ہے ہر عاشق ہمیشہ ہے شراب بخود ہی کے بے خبر عاشق
---	---

مطلع

لہو تیا ہو کھاتا ہے فقط محنت جگر عاشق جھڑی حب باندھ دیا ہو باشک خیم تر عاشق کبھی نہستا کبھی روتا کبھی خوش کبھی غمگین کسی کے نیک بد کی کب خبر عاشق کو رہتی ہے نہیں ڈرتا اجل سے مرگ کا کچھ غم نہیں کرتا	غم و رنج و الم من زیست کرتا ہو سب عاشق تشکل ابر کر لیتا ہے دامن پر گھر عاشق بہر حالت نہیں بہتا کبھی اک حال پر عاشق کہ رکھتا ہو غرض معشوق کے تمام و بھر عاشق کہ اس مرنے سے پہلے جیتے ہی جاتا ہو مر عاشق
---	--

<p>بزرگ زرد و آہ سرد جھٹ پچا جاتا ہے ہزاروں پردہ میں چھپ کر ہر دم و رگ رگشت</p>	
<p>گر ملائے دفتر وحدت کا سرور و روق خوشنویسیان محبت نسیم توحید کا تیرے دفتر کا بگڑ جاتا ہے سارا انتظار پتہ پتا دفتر وحدت ہے اس گلزار کا گھر میں کیوں انہی کتابیں جمع کر رکھتا ہے تو صفحہ دل کی تو دور و دور سیاہی دور کر خاک ساری کے مضامین لکھ کہ مانند غبار علم وحدت کا عجب سینہ بسینہ علم ہے کوئی سالک راستہ بے رہنما پاتا نہیں محمود نیکانہیں خط سے ترے حرف بدی</p>	<p>پہلے جب کا قل ہوا اللہ احد ہے سرورق در بغل لکھ لکھ کے رکھتے ہیں بانی روق جب کتاب جسم کے ہو جائیگے ابتر ورق خود ہی وحدت کا اسکے ہر شعر کا ہر ورق رات دن کیا لگیا آخر ان کے اٹا کر ورق نامہ اعمال کی دھندلے بچشم تر ورق اڑ کے جا پہنچیں تری نام کے گرد و پیر ورق اب تامل جب کو نہیں لکھا کسی نے بے ورق کوئی کاتب لکھ نہیں سکتا ہو بے مسطر ورق جب تامل رو رو کے اُس غم من نگر تر ورق</p>
<p>جانتے ہیں اُس کو مردان خدا تعونید جان حد میں لکھے ہیں حقے تو نے ایسے ور ورق</p>	
<p>علق کا نمودنیا میں مشتاق پھر اقرار سے جو کر چکا ہے لگا دل پر نفی اثبات کی جوٹ سیاہی ساری دھلی کی تو ہو جا بیشق حق و سیر اند کیا کر عبادت کر عبادت کر عبادت چکا دے آج سب کا لینا دنیا</p>	<p>رہو اسے مرد حق اس جنت کے طاق رہو قائم بعد روز مشتاق بنائے سینہ اپنا سنگ حقائق پافوار الہی سینہ براق سدا جہانیا زبان مانند عشاق کہ راضی ہو تری خدمت سے طاق حساب ہر ایک کا کرو الی طاق</p>

تجھے وحدت کا اک کافی ہو تاکہ
ہمیشہ ہر ضامنہ اس کے خالق
ہر اک بندہ سوسل و بندہ خلق
ترا دل چاہیے وہ مطلع فیض

یہ اتنے باندہ کیوں کہ جو میں راق
جو رکھے خلق سے نیک انوار خلق
تغیثیم و بیت کریم و باشفاق
خدا کے نور کا ہو جس سے اشراق

رویت

تو مانگے اس سے یا سرور مانگے
تجھے دید لگا میرا رزق رزاق

ک

ہو رات دن میں بدلتا زمانہ کیا کیا رنگ
ہزاروں گل ہیں گلستان دہر میں لیکن
کبھی نہ دیکھا تھا جو ابتداء سے ہستی سے
نہ وہ سفیدی نہ سرخی ہو اور نہ وہ زردی
نہ پہلی صورتیں اس دم دکھائی دیتی ہیں
کبھی ہے فوج کبھی بھول اور کبھی بھل ہے

دکھاتا رہتا ہوا ایک ایک نغمہ صبر ہارنگ
ایسی گارھی ہو رنگت کسی کا پتلا رنگ
ہو اب زمانہ رنگین ہے وہ دکھایا رنگ
نہ اکلاؤ خشک ہے موجود اور نہ اکلا رنگ
نہ پہلا نقشہ نظر آتا ہے نہ پہلا رنگ
بدلتا رہتا ہے اس باغ کا ہمیشہ رنگ

مطلع

ہزاروں گرج کیے ہیں خدائے پیدا رنگ
نہوتا دنیا کی رنگت پہ مائل اسے ناوان
ہر ایک ڈھنگ میں کھنا و دست ڈھنگ پنا
گرا نے جامہ کو رنگین بزرگ یک رنگی
دورنگی چھوڑ کے یک رنگ دوست و نجات
نہ بول منہ سے و لیکن بحشم عبرت و کیم
سے قسم قسم کے گلزار باغ ہستی میں
ایسا ہی ظاہر و باطن کو ایسی دور رنگت

کر ہے رنگ محبت کا سب سے اچھا رنگ
کہ ہو ہی جاتا ہے آخر کو اسکا پھیکا رنگ
ہر ایک رنگ میں دکھلانا اپنا پورا رنگ
کہ ساری رنگوں سے ہو شوخ یہ اکیلا رنگ
کہ بخشین حضرت رنگرنگ کو دگنا رنگ
ہے اس زمانہ کی نیرنگی کا جہا رنگ
طرح طرح کے نظر آتے ہیں عجب ہارنگ
کہ اتنے پھر نہ قیامت تلک نہ ہینا رنگ

گدڑی جائیگا جس دم بہار کا موسم
نظر آئیگا سرور دوبارہ ایسا رنگ

دن گدڑ جائیگے آخر کار یہ دو چار رنگ
زندگی اپنی سے ہی ہر وقت دنیا دار رنگ
کس سے مانگے خیر یہ مفلس گدا ناچار رنگ
رہتی ہر وقت خزان کیوں عند لپٹا رنگ
خانہ تار یک گور اپنا نگر نہ ساز رنگ
اس پریشانی سے جی اپنا نگر نہ ساز رنگ

انچے و لکڑی تنگ دستی میں نہ کھڑا ہوا رنگ
ہو کبھی اپنا غم اسکو اور کبھی فکر عیا
اپنی غم کی چارہ جوئی کس سے یہ عاجز کرے
آج کل موسم بدل جائیگا اسی کی بہار
بخش دولت یعنی دینے میں نہ کر تنگ اپنا ہاتھ
نہیہ سے مت کر تنگ دستی کی شکایت بار بار

مطلع

ایسی بیماری سے ہی ہر وقت یہ بیمار رنگ
تنگ دل سب اسکے سوداگر ہیں اور بازار رنگ
بندہ ہو جاتا ہے جب عاجز بہت ناچار رنگ
ہو کر تنگ آتا ہے پھر جاتا ہے آخر کار رنگ
کاٹ لیگا چاروں تنگی کے یہ بیمار رنگ
استعد میں گور ظالم کے در و دیوار رنگ

حرص کا انسان کو رکھتا ہے سدا آزار رنگ
اس طرح خفیں محبت اس میں کھل کر یک کے
کھولتا ہے اپنے حق کے روبرو دست دعا
آنکے اور جائز میں ہر ایک کو تنگی نصیب
اسکی بیماری کا اکدن فیصلہ ہو جائیگا
حق کی رحمت ایکدم اس میں سما سکتی نہیں

فصل نرودانی سے رکھتا ہے فراخی کی امید
رہ نہیں سکتا کبھی یہ سرور ناوار رنگ

ہر ایک وقت ہی مایوس اور ہر ایک جائز و یک
جو اسکو ڈھونڈتے جائیگا یا لگیا نرودیک
بہ جبکہ دور سمجھتا تھا مل گیا نرودیک
وہ رہتا خالق الہی کے ہے سدا نرودیک

ہر ایک چیز سے ہی ذات گہرا نرودیک
ملیگا اسکو جو رکھکا ملنے کی خواہش
وہ گھر میں پالیا جسکی تلاش تھی گھر گھر
عزیز و دنیا سے جو دور دور بھاگتا ہے

۱۹۵۹ء کیلئے جائیگا ڈھونڈنے آ کر

یہاں جسکو زمانہ میں مدعا ہو ویک

مطلع

کچھ لو ذات الہی کو دانا نزدیکی
ہمیشہ رہتی ہے نزدیکی زندگی کو مرگ
ہوا کو حرص و طمع سے ہمیشہ دور رہ
تو حیدر بن کے نکل جائیگی یہ جان حیدر
کوئی نہ دیکھے گا بار و گرتیری صورت

کہ شاہ رگ سے بھی ہر وقت ہر خدا نزدیک
اس ابتدا کی ہے ہر وقت امتنا نزدیک
کہ آنے پائے نہ تیرے کوئی بلا نزدیک
وزانہ ٹھہرنے کے اس وقت اقربا نزدیک
نہ یار آئیگا آسدن نہ آشنا نزدیک

اجل کو دور تصور کرنا اسے ضرور

کہ آجکل ہے وہ موقع ہونچا گیا نزدیک

کرے مخز اسقدر کس مابت پر خاک
خدا کی بندگی کرتا نہیں ہے
کرے ملے منزل مقصود کیونکر
کیا کرتا ہے نادانی کی باتیں
یقین ہے اسے سب کھلی جائیں پردے
کیونکہ کتنا نہیں حال دل زار
رہا کرتا ہے کیونکہ دنیا کی خاطر
صفا کرا لیا رستہ عاقبت کا
زمین پر رکھ جھکی گردن ہمیشہ
تجھے مسک کہنے لگے لوگ سارے
جو ہو بغض و تعصب دل سے کروڑ

نجاست سے نہولے جب تک پاک
تڑکھتا ہے یہ انسان مہیاک
کہ چالیں الٹی چلتا ہو یہ مالاک
یہ نادان باوجود غم و اوراک
گر اپنے دل کا دیکھے کھو کر چاک
خدا کے روبرو با چشم ہناک
پر نشان خاطر و دلگیر و غمناک
کہ رہ جائے نہ باقی خار و فاشاک
کہ جبکہ جائیں تیری عظمت افساک
طبیعت میں اگر رکھیگا اساک
نہ بن شکیں دل ویرم و سفاک

گاہ سروری مانگے سے سرور

رولیت	ہے زیبا جس کے سر پہ تاج لولاک	ل
گلشن دنیا میں اگر رہے دیکھا بھول بھول پالیا اپنا گل اس نے بس اسی گلزار سے کیون نہ کھول لی پوچھت باغبان بلبل زبان نقشہ اس گلزار کا ہر عین نقش باغبان کچھ نہیں ملنے کا بھل اس گلستان ہرے	پایا ہرنگ پر گل کی پتا پتا بھول بھول نیکے بلبل جسے اس گلشن کا ڈھونڈا بھول بھول جسے گلستان میں ہر جن جن کے بازو بھول بھول ہو گلستان میں اسی گل کا نمونہ بھول بھول کام کیون کرتا ہو اس دنیا کے ہر بھول بھول	

مطلع

رنگ ہنگ پنا دکھاتا ہر والا بھول بھول حق نے بخشا ہر اگر نادان تری آنکھوں میں نور دیکھنے والے جو آجاتے ہیں اس گلزار میں از گیا ہے آجکل اس گلشن ہستی کا رنگ کیا ان سب کھلی ہوئی جگہ آگیا وقت بہار	اپنا اپنا سب لگ گیا ہر جلو ا بھول بھول سیر کر اس باغ کی اور دیکھ اسکا بھول بھول دیکھ سب جاتی ہیں اسکا کانا کانا بھول بھول جسین بلبل مٹیا کرتی تھی ہمیشہ بھول بھول بھول کر دکھلائیگا گلشن سے چہرہ بھول بھول	
--	--	--

کیسی یہ بھولوں بھری لکھی گئی سرور غزل
صورت گلزار ہے جسکا شگفتہ بھول بھول

طیرے چکر کھاتا ہر گردن گردن آجکل آجکل نقشہ نیابہ لاہو اس گلزار سے کوئی مفلس ہے کوئی محتاج کوئی تنگ دست آجکل موتی لٹکتے ہیں گدھوں کے کان میں آجکل ہیں مسند دولت پر حیوان مابین رہنماں راہ مولیٰ رہنما کھلاتے ہیں جایجا سکھیں نبی دکھلائی دیتی ہیں تمام	الٹی چالیں چلتا ہر یہ دور دوران آجکل ہے ترالا ڈھنگ پر رنگ گلستان آجکل کیا شریفان جہان بھرتی ہیں حیران آجکل ہیں سارے آدمی سرور گریبان آجکل وحشی شکر بھر قہمیں آوارہ انسان آجکل چور ہیں گنج سلامت پر نگہبان آجکل تازہ آتے ہیں نظر دنیا میں سامان آجکل	
---	---	--

میں بہر حالت وہ اپنے حال سے گزشتہ حال بندگی کر بندگی کر بندگی کر بندگی آجکل کا وقت کار آمد ہے تیرے کام کر بندگی کرتا نہیں کس واسطے ادا تاوان	کس قدر تیرے حال ورومند ان آجکل وقت ہو یہ وقت فرصت کامی ان آجکل دن کمائی کے قضا ہیں و تاوان آجکل ہنگامے سب موجود جس حالت میں سامان آجکل
---	---

مسرور ناخواندہ دم کو خدا کا شکر ہے
مشتہراہل سخن میں سے سخندان آجکل

دل بار ہر کہ دلبر تک تجھے پہنچائے دل جاؤ دھراؤ مجھ پر تجھ کو جد حرا لہائے دل جسکو دل چاہے قرار کھ جاہ اس دل لہائی اگر کدورت سے صفا دل کہ نہ تیرے آئینہ دل سے تیرے بیدلی کو کام حب ہوئی لکین	دل اسی رستہ پہ چورستہ تجھے دکھلاؤ دل کر عمل اس حکم پر جو کہ تجھے فرماؤ دل جان و دل اسپر خدا کر ڈال جس پر آؤ دل صورت دلبر صورت تجھے دکھلاؤ دل دل دل کے روبرو نہ کر نہ وہ شرمای دل
---	--

مطلع

کیون نہ اس مرد خدا کا استقامت سے دل دل ہی اپنا باعث دولت اگر ہو دل کیون نہ اپنی نیز رفتار سے لغزش کھائی دل جان بھی دیکر اگر جانان ملے کچھ غم نہ ہو بٹھے بٹھے گھر میں سب اللہ کا کردار میں طواف اپنے دل کو ہی بنام حکم ذریعہ کام کا	خوف حق سے جس کا کانپے جسم اور شرمای دل جان کا دشمن اگر بن جائے دلبر بائے دل ہو اگر مضبوطی راہ طریقت پائے دل پائے دل دیکر اگر دلبر نہ روئے دل کعبہ مقصود خلیکے جسم میں بن جائے دل تا کہ حق سے دولت عرفان تجھ کو دلاؤ دل
---	---

توڑ دے زنا رکھرا ورت پرستی چھوڑ دے

یہ نہو سرور کہ میں تم پر ترا بن جائے دل

بشہراہ طریقت ایسی حل حال
کہ پوچھ منزل مقصد یہ فی الحال

<p>غنم ماضی و استقبال کر دور برابر آخرت بھیج اپنی دولت تیرے جان اگر دل سے کرے دور الف نکر اعلیٰ میں کھڑا ہو اڑے کیونکر با وج معرفت دل کوئی دن کے لیے ہواے سرفراز کمان اسکندر اور دارا و دولت سرے دہرین رہنا ہے تجھ کو ہے تجھ پر آنے والا ایک روز یہ آنکھیں دیکھنے سے علی ہوئی تو سوتا ہوگا اور آیا کرینگے</p>	<p>غرض رکھ حال سے اس صاحب حال کہ کام آئے تیرے وہ وقت پر مال نہو بیکار دنیا میں اک بال جھکا سجدے میں گردن صورت حال کہ ہیں کترے ہوئے اس پر بال یہ فزافسری و تاج ا جلال کمان رستم جو لہر و اور کمان مال کوئی دن یا مہینہ یا کوئی سال کہ ہوگا حال سے اتر تیرا حال زبان ہو جائیگی ہر بات سے لال ہزاروں لڑو اور لاکھوں بھونچال</p>
---	--

رولیت	برگاہ خدا ہے حال مطلوب نہ لگا کام اس سرور دہان قال	م
اگر تو کام کا بندہ ہے ہر گھڑی کر کام ہر ایک کام میں کرسی ایسی پہلے سے فیر عجز سے لیتا ہے مطلب اور زور دار عزیز و حق کی عبادت بہت ہی مشکل ہے نئے نئے ہیں زمانہ میں شغل اب جاری اسی کو دوست سمجھ اپنا جو کہ کام کو وقت علاقے سب ہیں ترے دمبدم ترقی پر اخیر خاتمہ ہو جائیگا ترا لیکن	کہ اہل کار سمجھتا ہے سب سے بہتر کام کہ پلے خوبی سے انجام انتہا ہر کام نکالتا ہے ہمیشہ بقوت زر کام ہے بندگی کا بہت سخت اور بھر کام ترالے دنیا میں ہوتی ہیں آج گھر گھر کام سنوارے ولکی محبت تیرے یکسر کام ہیں بڑھتے جاتی ترے دن بدن برابر کام نمونے تیری ضرورت کے ہرگز آخر کام	

خدا کی بندگی کا اپنے نفس سرکش سے	اگر تو بندہ حق ہے تو لے برابر کام
رکھ اپنے کاموں میں شام و سحر خبر داری	مبا و اہل سے ہو جائیں سارے ابر کام

بھروسہ ذات الہی پہ چاہیے بھگو
مذاں سنوار لگیا از خود ہی تیری سرور کام

قیام تھا ترا پہلے کہاں نہیں معلوم	اب آگیا ہے کہاں سے یہاں نہیں معلوم
ہے کیسا بھولا ہوا آدمی معاذ اللہ	کہ جب کو اپنا ہی پورا نشان نہیں معلوم
نہ پہلے گھر کی خبر ہے کچھ اس مسافر کو	جہاں یہ جائیگا وہ بھی مکان نہیں معلوم
کہاں سے آتی ہیں یہ قافلے خدا جانے	کہاں کو جاتے ہیں یہ کاروان نہیں معلوم
کہاں ہے تخت سیلہاں و تلج اسکندر	کہاں ہے دولت نوشیروان نہیں معلوم

مطلع

کہہ کر کو جسم سے جائیگی جان نہیں معلوم	یہ خاک اُڑتی پھر گی کہاں نہیں معلوم
مر لگیا کون گھر ہی تک رہیگا زندہ کون	کسی کو غیب کا یہ داستان نہیں معلوم
یہ بندہ ذکر الہی کے واسطے دھر بھر	ہلاتا کیوں نہیں اپنی زبان نہیں معلوم
کہہ کر گئے ہیں خدا جانے اڑ کے ہوش اُسکے	اور عقل جاتی رہی ہو کہاں نہیں معلوم
غزیر و وحدت و کثرت کا کیسا مسئلہ ہے	کہ جبکا اہل زبان کو بیان نہیں معلوم
نہ اس کے پر وہ سے واقف کوئی فرشتہ ہے	کسی بشر کو یہ راز نہاں نہیں معلوم

تھر آج حال کی حالت میں خوش رہو سرور
کہ کل کا حال کسی کو بیان نہیں معلوم

غزیر و دنیا کا بیاندہ ہے کھانا غم	کہ ہر ٹھکانے سے اسکا ہر بے ٹھکانا غم
کر اپنی منکر کہ ہو تیری منکر و دنیا کو	غم اپنا کھا کہ ترا کھا سے سب زما غم
غزیر و دنیا میں کم مہنتا اور بہت رونما	گھٹانا اسکی خوشی و سبدم بڑھانا غم

ہر ایک طرح کا غم کھا کے جان غمگین کو رہا ہمیشہ ہی روتا یہ بندہ غمگین جب اسکی روزی مقسوم آبِ دانہ ہے غم غیاں سے جی جیتے جی چھڑا لینا خوشی نصیب ہے اُس خوش نصیب کی آخر فراخی تنگی سے ملتی ہے حق کے بندوں کو خدا کے واسطے اس غم سے جان بچا لینا	لگانہ لینا بہر حال وہانا غم گیانہ دل سے کبھی اسکے یہ پرانا غم پھر اسکا کسلے کھاتا ہے مرد وانا غم اخیر گور میں لیکر نہ اٹکا جانا غم بوقت غم بھی غنیمت ہے جسے جانا غم خوشی و عیش و مسرت کا ہو خزانہ غم نہ پینا خون جگر اپنا اور نہ کھانا غم
--	---

کبھی نہ ہو گا کسی غم میں مبتلا مسرور
اگر خدا ہی کا رکھے کوئی لگانا غم

رہ راستی سے اٹھامت قدم عبادت کا رکھ اس قدر سر پہ پار قدم ایسا رکھ راہِ اخلاق پر رقم نام حق صفحہ دل پر کر ذرا کھول کر اپنی آنکھوں کو دیکھ گذرا اپنے دن عمر کے چند روز	ہو باقی ترا جب ملک دم میں دم کہ گردن ہے تیری سجدہ میں خم کہ دونوں قدم اس جگہ جا میں خم نگہوں کر کے سر اپنا مثل تسلیم عیان حق کا جلوہ بدید و حرم باخلاق و آداب و لطف کرم
---	--

مطلع

نرکھ دل میں کچھ مال دولت کا غم خبردار دنیا کی حیا طر نہ ہو کمان بندہ مولیٰ کا پابند ہے ہیں دنیا سے فانی کی سب لذتیں یہ بندہ خدا کا گنہگار ہو	ملے بیش تمھیں کب کب یا کہ کم مقیہ زندان رنج و الم بزنجیر و نیا رو و دام درم بطاہر لذت و اور باطن میں سم ستم ہے ستم ہے ستم ہے ستم
--	--

<p>نہ آئینکے بار و گر مشر تک تجھے ہر دم اہل دم چاہیے نکر فکر و اندیشہ اولاد کا کہ ان سب کو اک روز چھوڑ لگا تو</p>	<p>کئے جو مسافر ملک عدم توجہ بدل اور نظر بر قسم نہ ہے مال کا تھکاو درکار غم بصد حسرت و درد و رنج و الم</p>
<p>ردیف</p>	<p>سب ہوتے رہینگے زمانہ کے کام نہونگے مگر سرور اس وقت ہم</p>
<p>فقط اکدم میں جو چاہیں جناب کبریا کر دین جب آئین فضل کرنے پر خدا حاجت واکر دین اگر چاہیں وہ خالق و ذہ کو شمس الضحیٰ کر دین کرین جاری ہزاروں قلم و قلم فیض ایک قطرہ سے وہ پہونچائیں فلک پر پر لگا کر مور بے پر کو عجب کیا ہے اگر مردان حق اہل نظر بندے اٹھا دین سینے کے آئینہ سے رنگا کلفت کا برہمن گردن جھکا کر دم بخود جب صبر پر آئیں کرین مشکل کشائی وقت مشکل اہل مشکل کی سکساری ہو دنیا میں نصیب انکی حقیقت میں خدا کا وصل پائیں جو کہ ہوں مجبور دنیا سے</p>	<p>گدا کو شاہ کر دین شاہ کو خوراک گدا کر دین فیتر بنو اکو لطف کنج بے بہا کر دین مذہب کو نور مکرمت بدرالدجی کر دین بنادین خاک کو کسیر اور مس کو طلا کر دین نگس کو ایک دم میں شکل بدلا کر سیا کر دین فقط نظروں میں خاک کسا ران کھسا کر دین باب حمت دل کی کدورت کو صفا کر دین جب آئیں دنے چلانے پاک عشرت پا کر دین جنھیں محتاج پائیں انکا پورا مدعا کر دین خدا کا حق جو سر سے بندگان حق ادا کر دین ملین حق سے وہی باطل کو جو حق کے اگر دین</p>
<p>سب کو ہر اس دار فانی میں بقا دو چار دن چھوٹ جائینگے دم آخر اسیران جہان</p>	<p>باوصاف خدا موصوف انسان ہیں وہی سرور برائی جو کوئی ان سے کرے اسکا بھلا کر دین</p>
<p>سب کو ہر اس دار فانی میں بقا دو چار دن چھوٹ جائینگے دم آخر اسیران جہان</p>	<p>بادشہ دو چار دن کے اور گدا دو چار دن رکے اس دام بلا میں مبتلا دو چار دن</p>

جائینگے سب نو بتیں اپنی بجا دو چار دن اور فقط یہ آشنا ہیں آشنا دو چار دن گلشن عالم کو ہے نشوونما دو چار دن	بادشاہان زمانہ والیان مملکت دوست اس دنیا کو سب دو چار دن کے دست ہیں سبز ہے دو چار دن کے واسطے یہ سبز باغ
--	--

مطلع

کیل میں کر دیکھا ضائع وہ بھی کیا دو چار دن ذوق و شوق حق سے کر حاصل مزادو چار دن ہاں رہیگا باقی کچھ کچھ تندر کرادو چار دن جس طرح دو چار راتیں گزریں یادو چار دن خیر سے گر لھنگا سکین اپنے لھنگا دو چار دن ہو بڑھا سکتا اگر اسپر بڑھا دو چار دن کام کر لے اب کے موقع کام کا دو چار دن ہو قیام اس دار فانی میں ترا دو چار دن اب تو ہو بیدار وقت انتہا دو چار دن	عمر کے باقی جو ہیں اسے بچا دو چار دن چھوڑ دے اتبویہ فانی لذتیں وقت اخیر خوش و بیگانہ بھلا دینگے مجھے مرنے کے بعد جان لے اس ندر گانی میں عنایت جان لے کٹ سکے حسب طرح کاٹ اپنا زمانہ چند روز عمر کے دن کر لے کچھ زیادہ اگر کر سکتا ہے وقت ہے محنت کا کر محنت خدا کی واسطے سیکڑوں برسوں کا استحکام کمین کرتا ہوں بے خبر تو ابتدا سے خواب غفلت میں رہا
--	--

مست کرو کچھ کام الے سرور بغیر از بندگی

زندگی باقی اگر رکھے خدا دو چار دن

ہو جیسے نیر خورشید ہر سحر روشن کہ جس سے دیکھنے والوں کی ہو نظر روشن کہ تیرے جانے سے اول ہو تیرا گھر روشن ہو اہی فضل سے مولیٰ کے کس قدر روشن ہو اہی پانی کے قطرہ سے کیا گھر روشن سخی کا چہرہ تاباں شکل زرر روشن	خدا کے نام سے نام اپنا ایسا کر روشن نور شمع محبت کر اپنا گھر روشن ابھی سے خانہ تار یک گور کر روشن یہ خاکی بندہ بیکار بکیں و گمنام بنام ہے ذرہ سے کیا آفتاب عالمتاب عزیز و وقت سخاوت ہمیشہ رہتا ہے
---	--

جلا کے سینے کو روشن کر دے کہ ہو اُس سے وہ نور فیض کا کر اپنی ذات سے جاری شمس کی طرح ہو پروانہ جلوہ گر شب کو نہ چھیر بھولوں کو دنیا کے باغ میں آکر	ہر ایک داغ جگر صورتِ قمر روشن کہ ہو دے سارا زمانہ ادھر ادھر روشن اگر ہوں مگنوں کی مانند اُس کے پر روشن گلون کو دیکھ کے کر دور سے نظر روشن
--	--

نظر نہ آئی کی کیا تھجک صورتِ دلدار
ہو دل کا آئینہ مسرور زہرا گر روشن

عزیز و کونسی ہستی یہ نازان یہ تھا کیا چیز اس ہستی سے پہلے نہ کان اس کے کھلے تھے اور نہ آنکھیں نہ کچھ سچاں اس نادان کو تھی خدا نے اس کو اب انسان بنایا بنا کر اس کو اک مٹی کا پتلا کسے بندہ بغیر از بندگی کار بھروسا کیسے اس کی زندگی کا	مے یہ میر جا نیوالا بندہ نادان کہا کرتا تھا اس کو کون انسان نہ گو یا تھی زبان گو ہر افشان نہ تھا کچھ جانتا یہ بندہ اس جان کیا موجود سب ہستی کا سامان تن سچاں میں اُس کے ڈال دی جان مے کتب اس کو بھلا یہ بات نہایان اک مے دور وز کا دنیا میں مہمان
--	--

مطلع

فقط حق کو سمجھ اپنا نگہ بان پھر اکرتا ہے کیوں دنیا کی خاطر خدا کا حکم اے اہل سلامت خدا کے ڈر سے اپنی چشم تر سے کراے ناشکر شکرانہ کا سجدہ نہ کھا چکر زمانہ میں نہ گھبرا	بہر وقت و بہر حال و بہر آن پریشان خاطر و غمگین و حیران بدل تسلیم کر اور بن مسلمان گھر بسا بشکل ابر غسان خداوند جہان کا مان احسان بوقت گردش گردون گردان
---	---

کہ رہتا ایک حالت پر نہیں ہے ہمیشہ انقلاب دور دوران

ر دلیف

بنا اس حمد سے الحمد للہ
بسم و سرگروہ حمد خوانان

کوئی دن بستان عالم کا تماشا دیکھ لو
پیار رکھو اس سے جسکو حق کا پیارا دیکھ لو
دیکھ لو صورت سے حسن صورت تصویر کر
سننے کے آئینہ سے سب کچھ نظر آجائیگا
دیکھنا چاہتے ہو گردِ واحد کی وحدت کا وجود
پر تو افکن بحر و بر ہے وہ روشن آفتاب
ہر جگہ موجود ہے وہ موجد ایسا و مسلک

گلشن ہستی میں گل چھپے سے اچھا دیکھ لو
دوست سمجھو اسکو جسکو دوست پورا دیکھ لو
نقش سے نقاش کی صورت کا نقشہ دیکھ لو
دیکھ لو جو دیکھنا ہے میرے مولیٰ دیکھ لو
جلوہ گر ہر چار سو کثرت کا جلوہ دیکھ لو
قطرہ قطرہ دیکھ لو اور ذرہ ذرہ دیکھ لو
کوچہ کوچہ چنانہ خانہ گوشہ گوشہ دیکھ لو

مطلع

لفظ لفظ و حرف حرف و نقطہ نقطہ دیکھ لو
دشمنی اور دوستی پر کچھ نہ رکھو انحصار
جلوہ حق کو نہ سمجھو دیدہ دل سے نہان
غیر کے گھر ڈھونڈنے پھر جاؤ اس لدار کو
روبر و آنکھوں کے جو کچھ ہو رہا ہر صبح و شام

دفتر ہستی پہ لکھا ہوا کیا دیکھ لو
پیش ہر انسان سے آؤ اسکو جیسا دیکھ لو
آنکھیں کھولو جس جگہ جا ہو چکنا دیکھ لو
پہلے اپنے گھر اٹھا کر دل کا پردہ دیکھ لو
قادر مطلق کی قدرت کا تماشا دیکھ لو

سر جھکا لو آنکھیں کر لو بند سرور عبدازان
عش سے تا فرخ جو کچھ جا ہو سارا دیکھ لو

کسی گھر پر نجاؤ اور نہ کھڑکاؤ کسی در کو
اگر باری میں جاری ایسا رکھو دیدہ تر کو
اگر حسن عمل کی شمع روشن گور کی خاطر

بکار و وقت مشکل حضرت خلاق اکبر کو
کہ کر دے ابر کو بے ابر و نامہ سمت در کو
کر دؤ جلا چراغ بندگی سے دایمی گھر کو

خدا نے آدمی کو بنا یا آبر و بخشی طریقت کا بہت بڑا حایر رہا بتان سنگدل کی شکل مست و کچھو مسلمانو الگ خالق سے خلقت کو تصویرت کر دیا	کیا روشن بانو ا حقیقت تیری جو ہر کو بنالے رہتا اپنا کسی اچھے سے رہا کرو اپنے خدا کی بندگی مست ہو جو تیر کو نہ سمجھو تم خدا تصویرت کر دیا
--	---

مطلع

محبت کی اگر لگ جائیں پر انسان کے پر کو خزانہ خاکساری کا نصیب خاکساران کے بجز قسمت کمان کا مل کا ذریعہ کام دیا خدا نے اپنی عرفان کی خزانہ کو بخشے ہیں	زمین کے چٹ ہو ا شوق میں اڑ جاو اور کو نہیں غیر از ندامت کچھ بھی حاصل کیا اگر کو کہ لایا خضر یا سا آب حیوان سے سکندر کو نہ دولت کو وہ دولت جانتی ہیں نہ تر ز کو
---	---

دھرو خاک ندامت پر جبین اور کر لو خم گردن
بجراپ عبادت رکھو سرور سرنگون سر کو

خدا کا بندہ سالک سے راستہ پوچھو ہر ایک وقت رہو مستعد عبادت پر سمجھ میں نکتہ وحدت کبھی نہ آئے گا کسی سے درد محبت کی مست دوا پوچھو	اُسی سے منزل مقصود کا پتا پوچھو نہ وقت فجر کا پوچھو نہ طلحہ کا پوچھو موجودن سے عزیزو یہ مسئلہ پوچھو تم اہل درد سے اسکا معالجہ پوچھو
---	--

مطلع

کرو نہ گفتگو دنیا کی اہل عرفان سے ہر کون زلیست یہ نازان یہ تبتہ نادان نہ ابتدا کا ٹھکانا نہ انتہا کا ہے خدا کو بندہ کا شاید تھیں نشان ملے	خدا کے بندوں سے جب پوچھو تم خدا پوچھو عزیز و کھول کے اس سے یہ ماجرا پوچھو ہر ایسی خاک کے تیل کی اہل کیا پوچھو کرو تلاش زمانہ میں جا بجا پوچھو جو بات پوچھنے کی ہو وہ بر ملا پوچھو
--	---

جو ذوق و شوق محبت میں مست ہو
وہ چاہے زندہ کرے یا کہ قتل کر ڈالے

انہیں سے ذکر الہی کا ذائقہ پوچھو
تم اسکا کوئی سبب اور نہ ماجر پوچھو

جب ایک مل کیا بے پوچھے تلو اسے سرور

اسی پتھر کے رہو پھر نہ دو سرالو پوچھو

ڈھونڈتا پھرنا ہو جسکو چارو
کھول کر آنکھیں اگر دیکھتا تو
پائیکا کب گنج عرفان ہے تلاش
مل کسی سے بھی غیر از ذات حق
بندہ حق ہے اگر اے نیک نام
دل سے تو دشمن کسی کا بھی بن
رکھ تعلق خاک سے اور خاکسار
سب کے گھر ہر ایک ہی روشن چراغ
مت پھر و مار و طمع کو مت پھر
غیر کے در پر نہ کر جا کر سوال
جانا اس دنیا سے اور نامر سیاہ
آج آب ویدہ مناک سے
ظاہر و باطن رہو مشغول حق
خالق اکبر کی بخشش سے نہو
کیونکہ لکھی ہے کلام اقدس میں
ایسی محبت سے کرو ذکر خدا

حاضر و ناظر ہے تیرے روبرو
حق تجھے فی الفور دکھلا دے گا
جستجو کر جستجو کر جستجو
رکھ نہ کچھ دل میں بجز حق آرزو
نیک بد سے رکھ ہمیشہ نیک خو
تا کہ تیرا بھی نہو کوئی عدو
تا نہو بر باد تیری آبرو
ایک سو برج جلوہ گر ہے چار سو
جا بجا حسانہ بحسانہ کو بکو
مانگ اپنے حق سے دل کی آرزو
روبرو خالق کے ہو کر سرخرو
وہو لو اپنے نامہ اعمال کو
فکر ہو دل میں زبان پر ذکر ہو
تا امید اے بندہ عاصی کھو
تیری بخشش کی سند لا تقطعو
جس سے بن جائے زبان ہر ایک

فضل ربانی سے یہ کب ہے بعید

بخشے دولت سرور نادار کو

تڑھو تڑھو حق کو زمین پر نہ آسمان تڑھو
 یہاں ہی ہو گا کسی گوشہ میں نہاں تڑھو
 جہاں کے آؤ تھے تم پہلے وہ مکان تڑھو
 تمھاری پر وہ دل میں ہے دلربا مستور
 دکھائی دیتا ہے وہ پاندھاں مطلع پر
 اسی کے نام سے روشن کرو نگین اپنا
 خدا سے حاضر و ناظر کو تم کہاں دیکھو
 انھیں گلو نہیں وہ گل ہو گا دیکھو گلشن کو
 پتال لگاؤ لگا پورا سیرا غ جانان کا
 جہاں میں کوچہ کوچہ ہے اسے تلاش کرو

خدا کو مسکلی خدائی کے درمیان تڑھو
 تلاش گھر میں کرو اپنا ہی مکان تڑھو
 پھر اُس جگہ کا جہاں جاؤ گشتان تڑھو
 جھکا کے گردن تسلیم سر سجاں تڑھو
 تم اپنی آنکھیں ذرا کھولو اور سناں تڑھو
 اسی نشان سے پتا پاؤ اور نشان تڑھو
 جو ہر جگہ پہ ہے حاضر اُسے کہاں تڑھو
 چمن چمن کی کرو سیر بوستان تڑھو
 قدم اٹھاؤ یہاں تڑھو اور وہاں تڑھو
 تمام دنیا میں گھر گھر مکان مکان تڑھو

رولیت

کرو تلاش میں غفلت نہ ایک دم سرور
 تم اسکو ڈھونڈو سکو جتنا ہر زبان تڑھو

مکھم

خلوص دل سے کرے بندگی اگر بندہ
 نہ مال پلہ میں لے جائیگا نہ زر بندہ
 نہ بھولے حضرت مولیٰ کو لحظہ بھر بندہ
 پھر لگا کس لیے دنیا میں در بدر بندہ
 کیوں اپنی اصل پہ کرتا نہیں نظر بندہ
 کر لگا ایک ہی دودن میں جب سفر بندہ
 خدا سے مانگے جو بند دن سے بندہ مانگتا ہے
 گرے اگر نہ زمین پر ہوا کے صدمہ سے

خدا کے بندوں میں ہو جائی نامور بندہ
 عزیز و دنیا سے جائیگا جب گذر بندہ
 خدا کی بندگی پر باندھ لے کر بندہ
 خدا کے در سے بھلا جائیگا کدھر بندہ
 مگر ہے آنکھوں سے معذور بے بصیر بندہ
 یہاں پہ مٹھیا ہے کیسے بنا کے گھر بندہ
 کہ ہے خدا ہی کے در کا خیر ہر بندہ
 اُسے باوج کرامت لگا کے پر بندہ

کرے نہ عجز تو پھر کیا کرے یہ بندہ زار بغیر مانگے بھی دیتا ہے وہ خدای کریم خدا کو چوڑکے ہوتا ہے بندہ لگا محتاج خدا کے سامنے پھیلائے ہاتھ حاجت کے سرانے دہر سے جلد لگا قافلہ سارا	ضعیف کتنا ہے عاجز ہے کس قدر بندہ ہمیشہ کرتا ہے کیوں اتنا شور و شر بندہ یہ کیسا عقل سے خالی ہے بجز بندہ خدا کے روبرو جا کر جھکا لے سر بندہ کوئی نہ آئیگا پھر اسجا نظر بندہ
---	---

رکھ ایسا بندہ دن سے خلق و محبت کے سرور
کہ تھکوا یاد کرے بعد مرگ ہر بندہ

خدا یہ رکھتا ہے ہر صاحب یقین تکیہ فقیر مولیٰ کے خانہ بدوش رہتے ہیں وہ بیٹھ جاتے ہیں جس جا پہ پھر نہیں اٹھتے نہ فرش کی ضرورت نہ حاجت فالین نہ بالا خانہ کی خواہش نہ آرزو گھر کی عجب ہے صاحب حق کا بھر و سا باطل مکان عالم فانی ہے ایسا بے بنیاد نہ اپنے مال پہ رکھے تسلی صاحب مال پیادہ پھرتے ہیں وہ آج در بدر جو لوگ پکر کے تھکوا اٹھاؤ نیلے جبکہ مسند سے نہوگا بندہ دن کا محتاج دار دنیا میں	کہ اُسکا حق کے سوا کوئی بھی نہیں تکیہ نہ اُنکا کوئی مکان ہے نہ ہر کہیں تکیہ وہیں مقام بنا لیتے ہیں وہیں تکیہ نہ جانتے ہیں وہ مسند نہ تارین تکیہ کہ کافی اُنکے لیے ہے فقط زمین تکیہ غضب ہے دنیا پہ کر لے گراہل دین تکیہ کہ اُسپہ کر نہیں سکتا کوئی مکین تکیہ نہ اپنے حسن پہ باندھے کوئی حسین تکیہ لگا کے بیٹھتے تھے کل بہشت نسین تکیہ سبب حال لیکا کوئی اور جانشین تکیہ اگر خدا ہی پہ رکھے یہ کمترین تکیہ
---	--

گذرنے والا زمانہ ہے عمر کا سپر
نہ کر کے بیٹھنا اے سرورِ خزین تکیہ

ہمیشہ جسا رکھتا ہے خداوندِ جان پرہ	کوئی بدخواہ اُسکا کھول سکتا ہو کہاں پرہ
------------------------------------	---

نہیں رکھتی کسی عاشق کا چشمِ خوشتان پر وہ
جو بے پردہ ملے پھر کیا ضرورت ہو بان پر وہ
زمانہ میں نہیں رکھتا کسی کا آسمان پر وہ
اگر ہے طالبِ دیدار کرنی لغو دردِ اسکو
گنہ کرتا ہے کھل کھل کر اگر وہ بندہ عاصی
وجودِ خلق سے روشن ہے نورِ خالق اکبر
بگڑ جائے نہ تیری آبرو اسے بندہ خاکی
مستورِ صاف آجائے نظر ہر ایک صورت کے
اگر وہ اپنے ہیں پر وہ سوا ہر بھی عیان غیو

کہ ہو جاتا ہے اس کے پردہ دل کا عیان پر وہ
مہتابان ہے کیا فائدہ اسے مہربان پر وہ
رخ گل پر بھلا کب ڈالتا ہے باغبان پر وہ
پڑا رہتا ہے آنکھوں پر تیری جو ہر زمان پر وہ
مگر شہرِ آسپر ڈالتے ہیں ہر زمان پر وہ
مگر رکھتا ہے اپنے جسم سے بھی مثل جان پر وہ
نہ اٹھ جائے رخِ شرم و حیا سے ناگمان پر وہ
اگر اٹھ جائے جو حامل ہے اسکے درمیان پر وہ
یہی منظور اس پر وہ نشین کو ہر زمان پر وہ

چھپا رکھ اپنے دل میں سرورِ اسرارِ وحدت
و گرنہ کھول دے ہول کر تیری زبان پر وہ

بنا اپنے سینہ کو روشن نگینہ
نہد کا تصور فقط دل میں رکھ لے
غنیمت سمجھ جب ملکِ زندگی ہے
کیا کرتا ہے کسلے بن کے نادان
کسی سے کدورت نہ لانا پر دل پر
طمع مت بڑھا دار فانی میں آکر
مبادا کہ زیر زمین چھوڑ جائے
حقیقت میں فانی سرایِ حباب میں
بہت اونچی منزل ہو قربِ خدا کی
فقط قبایہ و کعبہ جان اپنے دل کو

کہ مانند آئینہ ہو صاف سینہ
کہ سینہ بنے معرفت کا خزینہ
کوئی دن کوئی سال کوئی مہینہ
کمی بندگی میں یہ بندہ کمینہ
کسی سے نہ رکھ بغضِ دل میں نہ کینہ
نہ رکھ جمعِ دولت کا گھر میں خزینہ
یہ گنجینہ اور سیمِ وزر کا خزینہ
فقط آنا جانا ہے اور مرنا جینا
بنا اسکے چڑھنے کو عرفان کا زینہ
اُسی کو سمجھ اپنا بلکہ مدینہ

وہ کیون غرق گرداب بھرنا ہوا	بنالے جو حسن عمل کا سفینہ
رولیت	کبھی ذکر ہے دن کی روزی کا مسرور کبھی تنہا کو ہے فکر نام شبینہ
کسی جا جانے وہ عالی خاندان جاتے رہے جتنے آئے نامداران جان جاتے رہے اس جہن سے اڑ گئے جتنے تھے مرغان جہن آنے جانے کا ہمیشہ راستہ جاری رہا ہم بھی آئی تھے جہان سے پہلے خلقت آئی تھی حرص کے مارے عبت پھرتے رہے ہم جا رہے	جن کے رہے نیا سے ہن نام و نشان جا رہے چھوڑ کر اپنا وہ سب ملک مکان جا رہے گر پڑی ساری دخت اور آشیان جا رہے قافلے آتے رہے اور کاروان جا رہے ہم بھی وہ ان جا ئنگے وہ پہلے جہان جا رہے ساتھ قسمت لگئے اپنی جان جا رہے
اب کہاں وہ اپنے ہم مجلس حو ان جا رہے روز دکھلاتے جو تھے چہرہ ہمیں مانند ماہ ٹھہرنے کوئی نہیں پاتا سراے دہرین	کل جو بیٹھے تھے وہ آج اٹھ کر کہاں جا رہے آہ کس گوشہ میں اب ہر مان جا رہے جو مسافر اس جگہ آئے وہاں جا رہے
آدمی ہو کر اگر ہو جائے حیوان آدمی آدمی گرچہ ہزاروں آدمی کھلاتی ہیں آدمی کا ہر فرشتوں سے بھی اونچا مرتبہ جسم سے لیجا ئنگے فوراً فرشتے جان نکال مر کے طے جب تک طریقت کا کر لے راستہ کسیلے اس رازق روزی سان کو بھول کے	ہو چکا مسرور سخن گوئی کا پورا خانہ جب زبان آور مصنف نکتہ دان جا رہے
آدمی ہو کر اگر ہو جائے حیوان آدمی آدمی گرچہ ہزاروں آدمی کھلاتی ہیں آدمی کا ہر فرشتوں سے بھی اونچا مرتبہ جسم سے لیجا ئنگے فوراً فرشتے جان نکال مر کے طے جب تک طریقت کا کر لے راستہ کسیلے اس رازق روزی سان کو بھول کے	خاک کا پتلا فقط ہے ایسا نادان آدمی آدمیت حسین ہو ہے اہل انسان آدمی فی الحقیقت تھا اسی عزت کو شایان آدمی دیکھتے رہ جا ئنگے لاکھوں نگہبان آدمی قرب حق تک کب پہنچ سکتا ہو آسان آدمی رزق کے خاطر بھرا کرتا ہے حیران آدمی

پہلے بھی یہ خاک تھا خاک ہو پھر ہو گناک انہی صلیبت سے فی الفور آجائے نظر لاکھوں اپنے ساتھ لیجا لیگا انسان حسین آئے جائے جب تک دم آدمی ہو اسکا نام سر جھکاتے ہیں خدا کو دامن و وحش و طیو ملکے کر بندوں سے حق کی بندگی شام و سحر	پھر بھلا ہے کون سی عزت پہ نازان آدمی ڈال کر دیکھے اگر سرور گریبان آدمی وقت رحلت سنیکڑوں کھائیگا ارمان آدمی پھر نہیں کہنے کا اسکو کوئی انسان آدمی بندگی کرتے ہیں حق کی حورو و غلمان آدمی بن مسلمان تو نہیں تو بھی اک مسلمان آدمی
--	--

باندھ کر لیجا لیگا کیا سر پہ اس انبار کو
جمع کیوں کرتا ہے سرور اتنی سامان آدمی

برانہ باقی رہیگا نہ اور بھلا باقی نہ اولیا رہے باقی نہ انبیا باقی یہاں جو آیا ہو چلید لگا چاروں ہر ہمیشہ رہتا ہو وہ زندہ خضر کی مانند نہ آدمی نہ فرشتہ نہ جن نہ وحش نہ طیر	جہاں فانی میں رہیگا خدا باقی بس ایک رہ گئی وہ ذات کبریا باقی نہ ایک باقی رہیگا نہ دوسرا باقی ہو جسکا نام زمانہ میں رہیگا باقی رہیگا عالم فانی میں انتہا باقی
--	--

مطلع

خدا کی آج ہی جتنی ہو کر ادا باقی حساب پاک کر ایسا حساب و الزکا نہ باقی جتنے ہیں دم جائیگے گزیر ہر ایک بندہ و عباد پورا تصفیہ کر لو بحال سبھی افسوس و ارفانی میں خدا سے پوری مراد میں طلب کر ادا بھلائی ایسی بھلائی کے کر زمانہ میں	کہ دنیے آئے نہ کل کو ذرا باقی کہ لینے دنیے کی ہو جاو صفا باقی پھر ایسے حال میں تجھ سے ہو گیا باقی کہ رہ بجائے کسیکا کوئی گلا باقی نہ بار باقی ہے اپنا نہ آشنا باقی کہ رہ بجائے کوئی تیرا مدعا باقی کہ تیرا بعد بھی رہ جاو وہ بھلا باقی
--	--

<p>جھکالے سجدین جب تک ہے اپنا سر سرور ہلالے کام میں جب تک ہیں دست و پابانی</p>	
<p>گذری کچھ تکلیف میں یا گذری اچھی زندگی مرگ کا اندیشہ پھر کیا رہ گیا بانی اسے مرنے سے پہلے ہی مرجاتا ہو مرد و زہد و دل گشتہ تیغ محبت زندہ جاوید ہے رزق دلیگا آدمی کو کیا نہ وہ روزی سار رست ہو وہ رست جو کٹ جائے حق کی یاد عاشق جاننا زہر گزمرگ سے ڈرتا نہیں آجکل جو مر گیا اچھا ہوا غم سے چھٹا زندہ تار و زقیا مت اپنا رکھ دنیا میں نام بند و مقبول کھلائیگا حق کے روبرو</p>	<p>ہر طرح کٹ جاتی ہو اس آدمی کی زندگی جسکی گذری طاعت مولیٰ میں پوری زندگی کچھ بھی کار آمد نہیں ہے اسکو اسکی زندگی کسکی ہے قسمت میں ایسی مرگ ایسی زندگی جسے اپنے فضل سے ہو اسکو بخشی زندگی باقی اسکی کالعدم ہستی ہو غانی زندگی بلکہ اسکو مرنے سے حاصل ہو دکنی زندگی گو یا خالق سے دوبارہ آسوی مانی زندگی کاٹ لے زندہ دلی کو ساتھ اپنی زندگی بندگی میں گر گذر جائیگی تیری زندگی</p>
<p>سرور افسوس صد افسوس تیرے حال پر کھیل میں برباد کر دی تو نے ساری زندگی</p>	
<p>ہاتھ پھیلانے رہو ہر دم دعا کیواسطے کس لیے رکھتا ہے خویش اور اقربا کیواسطے عالم ایجاد میں آیا ہو تو اسے خاکسار خاکسار ہی ہے ہمیشہ سوتا بجاتی ہو خاک اپنے جانان کو لیے فی الفور کر دی جان نثار</p>	<p>اور کھلی رکھو زبان حمد و ثنا کیواسطے سربرو سے ڈال مال اپنا خدا کیواسطے بندگی و انکسار و التماس کے واسطے کیا مجرب ہے یہ نسخہ کیمیا کیواسطے ترک کر دل کی محبت و لرزبا کیواسطے</p>
<p>مطلع</p>	
<p>راضی رکھ خلقت کو خالق کی رضا کیواسطے</p>	<p>دوستی کر حق کے بندوں کے خدا کیواسطے</p>

غمر میں کیوں دنیا کی خاطر مبتلا ہوتا ہو تو	بے اجل مرتا ہو کیوں اس ہو فاکو واسطے
فکر کر بہر خدا آغاز میں انجسام کا	سوج کر لے ابتدا میں انتہا کیواسطے
ورود دل کے واسطے ایسا مہیسی کر تلاش	ایک دم حبکا دوا ہو لا دوا کیواسطے
جائے ورود از یہ خلقت کو خدا کو چھو کر	کب مناسب ہے بھلا اس بنوا کیواسطے
ایک ہی گھر میں ہے اس سکین سوا لی کوئی	ایک در کافی ہے اس عاجز گدا کیواسطے

رات دن دنیا سے دون کے واسطے محنت کرے
ہر یہ مشکل سرور بدست و پا کے واسطے

غیر کو چھوڑ اگر حق کی رضا چاہتا ہے	بھاگ بندوں سے اگر قرب چاہتا ہے
صاف کر سینہ اگر صدق و صفا چاہتا ہے	مل بھلے لوگوں سے گرا پنا بھلا چاہتا ہے
دولت اور مال سے کنجش بھرا چاہتا ہے	بندہ ناچیز بھی کچھ چیز بنا چاہتا ہے
جو کوئی حضرت مولیٰ کو ملا چاہتا ہے	رہتا ان بندوں کی صحبت سے جدا چاہتا ہے
ہر کوئی دنیا کو بھندی میں بھنسا چاہتا ہے	بتلا دام مصیبت میں ہوا چاہتا ہے
لذتیں دنیا کی لذت نہیں دیتیں اسکو	جو کوئی حق کی عبادت کا مزا چاہتا ہے
عمر کے گھر کی ہے بنیاد نکلنے والی	بس کسی روز میں یہ قصر گرا چاہتا ہے
عزم میں بندہ بیکار کے سارے بیکار	کام ہوتا ہے وہی جو کہ خدا چاہتا ہے
ورود دل عاشق بیدار کو کیوں کستا ہے	ایسے بیمار سے کیوں اپنی دوا چاہتا ہے
تو بھی کہلاتا ہے بند و نہیں خدا کا بندہ	افتخار اس سے زیادہ بھلا کیا چاہتا ہے

جان لینے کو کھڑی موت ہے سرور سر پر

دم اخیر اپنا کوئی دم میں ہوا چاہتا ہے

سرافرازی بدرگاہ الہی سننے پائی ہے	بخاک عجز رکھا جسے سرگردن جھکانی ہے
نہ قائم تاج سرداری نہ تخت باستانی ہے	خدا موجود ہی ہر وقت اور اسکی خدائی ہے

<p>بلک مال و دولت آج عزت جسے پائی ہے اخیر ان دو شان کج ادا کج ادا پائی ہے نمودر و دولت پر کہ ہے یہ بال بیکانہ عجب نقاش ہے جسے ہزاروں نقش لکھیں زمانے پر خدا کے فضل کا بادل برسا ہے مصفا گر چہ صورت آج کل کے دوستوں کی ہے غرور اس بندہ ناچیز کا کیون بڑھتا جاتا ہے وہی پھپستا ہر قسمت جسکی بد ہو اس تعلق میں</p>	<p>عوض اعزاز کے آخر کو دولت ہی آٹھانی ہے ہر دو دن کی محبت چار دن کی آٹھانی ہے بھر و سا کرنے دنیا پر کہ یہ دولت پرانی ہے ہوا چھا وہ معصوم جسے یہ صورت بنائی ہے برابر سر زمین پر یہ گھٹا رحمت کی مچائی ہے مگر باطن میں دیکھو تو محبت کی صفائی ہے کہ عجز اور خاکساری خاکسار و تکی بڑائی ہے گرفتار اس میں ہوتا ہر شامت جسکی آئی ہے</p>
--	---

الہی نفس اور شیطان ستم سرور یہ کرتے ہیں
 وہابی ہے وہابی ہے وہابی ہے وہابی ہے

<p>بھلا از خود کمان چھوڑ لی وہ گلزار جی کبھی بڑھنے نہ مواتق کی یہ تکرار جی کیسا تمنہ نہ کیجے اسے طالبِ باری جی بخیرت گزار اپنے یہ دن دو چار جی نہیں پاتا رہائی جس سے دنیا و آخرت جی بہت سی بازبان یہ چرخ کج ہمار جی اتار اسے مرد ماحق گردن سے یہ زباں جی کوئی دم غنیمت صحبتِ دلدار جی کچھ اسکا آپ کر لے چارہ ای باری جی</p>	<p>نہ لکلی گلی حسن سے عند لب ارجتے جی یہ جھگڑو غنیمت میں کر ڈال ختم ای باری جی کسی سے بھی نہ کہہ مطلب بغیر از باری جی کیا کر کام اک دم بھی نہ ہو بیکار جی حقیقت میں کڑی زنجیر زنجیر تعلق ہے دکھاتا ہے ہمیشہ راستہ بازان محبت کو بتوں سے ای مسلمان ترک کر رشتہ تعلق کا کوئی ملنے نہیں آگیا بعد از مرگ حب تجھ کو مبادا ماروے تجھ کو مرضِ مملکت محبت کا</p>
---	--

بہت کی جستجو اس دارنا پر سائین سرور نے
 ملا اسکو نہ کوئی محرم اسرار جی

طمع کی کیسی بیماری ہو بیماری
 ہوا کیا کرنا یہ بندہ زار
 اٹھا کر ساتھ کیا ایسا بگاڑ
 نہ رہ جائیگا باقی فقر و فاقہ
 یہ سارے خود بخود ٹوٹنے لگے ہونہ
 ہوا و حرص میں ناحق عزیز
 خدا دیتا ہے ہر فریاد کی داد
 اگر بندہ ہے تو بندہ خدا کا
 نکرستی خدا کی بندگی میں
 رہو شکر و شکر ہر نیک بندے
 کسی سے بھی ترش و ہو کر مست ہون

کہ جاتی ہی نہیں ہے عساری
 کروڑی لکھتی یا صد ہزاری
 سفر کے وقت دولت اپنی ساری
 نہ تخت و ملک و تاج شہر ماری
 کہ ہر نازک بہت یہ رشتہ داری
 یہاں پھرتی ہے خلعت ماری
 خدا ہر ایک کی سناتا ہے زاری
 ادا کر سب حق خدمت گزار
 نہ ہوا ہے بے وفا خدمت کے عاری
 بخلق و خوبی و نیکو شعاری
 طبیعت رکھ نہ ہرگز اپنی کھاری

غزل ایک اور بھی لکھ ایسی مسرور
 کہ خوش ہو پڑھ کے جسکو خالق ساری

ہمیشہ کر جناب حق میں زاری
 عبث ہے بر خلاف حکم تقدیر
 جناب حق جو جا ہیگا کرے گا
 جو ہیں اہل غرض انکا نہ بن دوست
 نہ ہلکا ہو کیسے گھر میں جا کر
 کیا کیا بیہوشی کا تو نے یہ کام
 چلی جاتی ہو خلعت حبطح سے
 کر ایسا کام کار آمد کہ جس سے

کہ تیری آبرو ہے خاک ساری
 یہ عجیبی تری اور بقراری
 وہی ہوگا تو ہوگا حکم باری
 کہ لا حاصل ہے ان یار و نکی باری
 کہ اپنی ہی جگہ تھپے بیماری
 کہ ساری عمر غفلت میں گذاری
 تری آجائگی اک روز باری
 ترے ہر فیض کا چشمہ ہو جاری

<p>ہی جن آنکھوں کی عادت اشکیاری اڑی گئی اس حین کی خاک ساری کجا بستان کجا بادب ساری</p>	<p>کہ درت دلی وہ دھوڈا لہریں خزان حب ناگمان ہوگی نمودار کہان آسوقت بلبل اور کہان گل</p>
<p>جو درد دل سے ناداقت ہو مسرور وہ کیا جانے طریق جان نثاری</p>	
<p>سر پہ اور ون کے وہی بارالم و حرم جانیکے لیکے ابنار عمل خود اپنے سر پہ جانیکے جتنے پیدا ہو چکے ہیں ایک ن مر جانیکے اس جگہ جتنے مسافر ہیں سفر کر جانیکے آخر الامر اپنے اپنے گھر یہ بے گھر جانیکے مانگتے کو غیر کے گھر یہ وہ کہو نہ کر جانیکے مانگنے کو گھر وہ نادار گھر جانیکے گھر و دولت کی خزانے سیکڑوں بھر جانیکے جب کہ پھلے انھیں یاد آئیے ڈر جانیکے باندھ کر پلے میں کیا دنیا سے تھر جانیکے جب یہاں سب چھوڑ کر گنجینہ زر جانیکے لیکے کیا ہم رو برو خالق کی مسرور جانیکے</p>	<p>رحلت اس دنیا سے دنیا وار حب کر جانیکے باندھ کر دنیا سے حب ہم اپنا بستر جانیکے جتنے اس دنیا میں آئے ہیں وہ آخر جانیکے حکم رہنے کا نہیں فانی سراے دہر میں ایک ن سو و وطن حل دینگے ساری وطن فی الحقیقت جو کہ ہیں دروازہ حق کے خیر جمع کیا کر لینگے آخر یہ حریصان جان خالی آیا تھا تو جس صورت کی خالی جانیکا کار بوسے خون کھا جانیکے مردان خدا یہ حریصان جان و بندگان خاک زرا و سخت پختا جانیکے دو لہند مر نیکی قریب دست خالی رو سیہ نادم سر اپا پشتر مسار</p>
<p>مسدس</p>	
<p>نہو فقیر کا طالب نہ بادشاہ سے مانگ نہ اپنے خویش سے مانگ ورنہ اقربا سے مانگ</p>	<p>نہ اولیا سے طلب کہ نہ انبیاء سے مانگ نہ مانگ یار سے مطلب آشنا سے مانگ</p>
<p>مراد اپنی خداوند کبریاء سے مانگ</p>	

جو سب کو دیتا ہے تو بھی اسی خدا سے مانگ	
تمام دنیا میں ذلت اٹھانے کے کیا لگا کہیں جو مانگنے جا لگا جائے کیا لگا	ہو اور حرص کو زیادہ بڑھانے کے کیا لگا جہان میں آبرو اپنی گتوں کے کیا لے گا
مرادین اپنی خداوند کبریائے مانگ جو سب کو دیتا ہے تو بھی اسی خدا سے مانگ	
خدا بغیر کسی پر نہ کچھ بھروسہ و سار اٹھانے کے ہاتھ بجز دنیا زد و دیدہ تر	پکار خالق اکبر کے در پہ شام و سحر جھکا مکینہ مقصود دین و دنیا سر
مرادین اپنی خداوند کبریائے مانگ جو سب کو دیتا ہے تو بھی اسی خدا سے مانگ	
کہ ان سے کچھ بھی نہیں رنج کے سوا حاصل جو ہنگامے آپ ہی محتاج اُن سے کیا حاصل	تجھے ہو مانگنا بندوں سے محض لا حاصل نہ مطلب اُن کے ہے حاصل مدعا حاصل
مرادین اپنی خداوند کبریائے مانگ جو سب کو دیتا ہے تو بھی اسی خدا سے مانگ	
نہ آس ٹکڑے کو ملنے کی ہو کسی در سے طلب کر اپنے مطالب خدا سے اکبر سے	نہیں ہے خیر کی امید جب کسی گھر سے نہ ہے مدد کی توقع کسی برادر سے
مرادین اپنی خداوند کبریائے مانگ جو سب کو دیتا ہے تو بھی اسی خدا سے مانگ	
نہ کچھ آس سے فقط جو ریا کا بندہ ہے اگر تو صابر و شاکر خدا کا بندہ ہے	نہ بول آس سے جو ٹیڑھی ادا کا بندہ ہے نہ مانگ آس سے جو حرص و ہوا کا بندہ ہے
مرادین اپنی خداوند کبریائے مانگ جو سب کو دیتا ہے تو بھی اسی خدا سے مانگ	

بصیر و شکر رہو دم بخود و فغان بہت کر	کیسے رو برو راز نہان عیان بہت کر
ذلیل اپنے کو پیش برادران بہت کر	کیسے سامنے حاجت کوئی بیان بہت کر
مرادین اپنی خداوند کبریا سے مانگ	
جو سبکو دیتا ہے تو بھی اُسی خدا سے مانگ	
تمام دنیا میں لینے ہیں جس سے سب مطلب	جسے پکارتے ہیں سب پڑھے جسے مطلب
جو دے ہے صاحب مطلب کو مطلب مطلب	جو پوری کرتا ہے طالب کے سبب مطلب
مرادین اپنی خداوند کبریا سے مانگ	
جو سبکو دیتا ہے تو بھی اُسی خدا سے مانگ	
طلب کر حق کی حقیقت کا راستہ حق سے	سوالی بن کے تو مانگ اپنا مدعا حق سے
ہر ایک بات میں امداد لے سدا حق سے	ہر ایک کام کی خاطر کر التجا حق سے
مرادین اپنی خداوند کبریا سے مانگ	
جو سبکو دیتا ہے تو بھی اُسی خدا سے مانگ	
بھلا تو کس لیے غیروں کے در پر جاتا ہے	اور اپنی حالت اتر اُنھیں سنا تا ہے
یہ داغ اپنی شرافت کو کیوں لگاتا ہے	یہ بار سر پہ نہامت کا کیوں اٹھاتا ہے
مرادین اپنی خداوند کبریا سے مانگ	
جو سبکو دیتا ہے تو بھی اُسی خدا سے مانگ	
دعا میں دست تضرع بڑھا کر اے مسرور	نہایت عجز سے کروں جھکا کر اے مسرور
غریب بندوں کی صورت بنا کر اے مسرور	خیال غیروں کا دوسرا اٹھا کر اے مسرور
مرادین اپنی خداوند کبریا سے مانگ	
جو سبکو دیتا ہے تو بھی اُسی خدا سے مانگ	
محسن سر غزل مصنف	

باب کاغ زرنگانی ہو کھلا دو چارون	خانہ ہستی کی ہر قائم بنا دو چارون
ہر کبر و ساسکے استحکام کا دو چارون	سب کو ہے اس دار فانی میں بقا دو چارون

بادشہ دو چارون ہے اور گدا دو چارون	
ایک دن یہ بے وطن ہو وطن ہو کر روان	عرش پر یہ لامکان جا کر بنائینگے مکان
مخلص پائینگے قید بندگی سے بندگان	چھوٹ جائینگے دم آخر اسیران جہان

رہ کے اس دام بلا میں مبتلا دو چارون	
کار فرمایان عالم حاکمان معدلت	سروران ملک سروران عالی منزلت
سرفرازان جہان مست نشین مکرمت	بادشاہان زمانہ والیان مملکت
جائینگے سب نو بین اپنی بجا دو چارون	

یہ منافق مایہ طلب دوست کنگے دوست ہیں	کون سے وہ لوگ ہیں یہ لوگ شکوہ دوست ہیں
فی الحقیقت حق کو دشمن ہیں جو انکو دوست ہیں	دوست اس دنیا کو سب دو چارون کو دوست ہیں
اور فقہ ہیں آشنائے آشنا دو چارون	

تھوڑی مدت کی پوری روشن ہو یہ روشن چراغ	ہو جھلکتا ایک دم کو لیے گل کا ایاغ
عند لب زار کا کسیر ہے اب دنیا داغ	سبز دو چارون کو واسطے یہ سبز باغ
گلشن عالم کو ہے نشو و نما دو چارون	

عمر بھر کرتا رہا دنیا کو تو زیر و زبر	مختبین کرتا رہا مرتا رہا شام و صبح
اب بھی غفلت چھوڑ کر خوف خدا کچھ دلیں	عمر کے باقی جو ہیں دو چارون کا ایجنہ
کھیل میں کر دیکھا ضائع ہو بھی کیا دو چارون	

گاہ تو برنا بنا دنیا میں آکر گاہ پیر	گاہ مفلس نام پاپا گاہ کھلا یا امیر
گاہ شکر ڈھونڈتا بھرتا رہا تھا گاہ خیر	چھوڑ دیا اب تو یہ فانی لذتیں وقت آخر
ذوق و شوق حق سے کر حاصل مزا دو چارون	

جنگی خاطر جان پر لپتیا ہو صبح و شام	رات میں خواب بخور و آرام ہو تجھ پر حرام
بیکلم یہ لوگ تجھ کو بھول جائینگے تمام	بیری بھیجے کوئی لینے کا نہیں بھر ترانام
ہاں رہ گیا بانی کچھ کچھ تندر کر دو چار دن	
ہو محبت مال و دولت کی عیبت پہچان لے	چار دن دنیا میں گزریں جس طرح گزراں لے
مان لے کس نام راہی مرد نادان مان لے	جان لے اس زندگانی میں غنیمت جان لے
جس طرح دو چار رہتین گزریں یا دو چار دن	
سب سے رکھ اپنا تعلق دوستانہ چند روز	خانہ دنیا میں رکھ آباد خانہ چند روز
زندگی حب تک رہے کھا آب و دانہ چند روز	کٹ کر جس طرح کاٹ اپنا زمانہ چند روز
خیر سے گر لنگھ سکیں اپنے لنگھا دو چار دن	
بر خلاف حق قدم دھڑکے گروہر سکتا ہو	کر اگر کچھ خالی کر سکتا ہو یا بھر سکتا ہے
مرگ کے آنے سے پہلے مرا گر مر سکتا ہے	عمر کے دن کر لے کچھ زیادہ اگر کر سکتا ہے
ہو ٹرھا سکتا اگر اُس پر ٹرھا دو چار دن	
اب تو بند و نکلی بدل صورت خدا کو واسطے	بندگی کر اور ٹرھا عزت خدا کے واسطے
پہلو ان بن ہارست بہت خدا کے واسطے	وقت ہو محنت کا کر محنت خدا کو واسطے
کام کر لے اب یہ موقع کما دو چار دن	
یہ عمارت غنتی صبح و شام ہے کس واسطے	ہو تاسر کر می اس کا کام ہے کس واسطے
اس طرح کی بچگی اسے خام ہے کس واسطے	سیکڑوں برسوں کا استحکام ہے کس واسطے
ہو قیام اس دار فانی میں ترا دو چار دن	
جب سے تو آیا ہو ناحق کی مصیبت میں ہا	متلا صبح و مساکھواری و ذلت میں ہا
غم میں دنیا کے رہا یا فکر دولت میں ہا	بیخبر تو ابتدا سے خواب غفلت رہا
اب تو ہو سبیدار وقت انتہا دو چار دن	

عمر جو غفلت میں گزری ہو گئی گزری ہوئی	تا قیامت پھر نہیں ملنے کی وہ بھیکو کبھی
اب یہی بہتر ہے آئندہ کہ اپنے جیتے جی	کر نامت کچھ کام اسے سرور بخیر از بندگی

زندگی باقی اگر رکھے خدا دو چار دن	
محکم بر غزل مصنف	

پہلے کب لوح و قلم ارض و سما موجود تھا	کب یہ خاک و آتش و آب ہو ا موجود تھا
کب کس کا ابتدا و انتہا موجود تھا	جب نہ تھا یہ عالم ایجاد کیا موجود تھا

پر وہ دار پر وہ وحدت خدا موجود تھا	
------------------------------------	--

رہتا تھا خاک نامت پر جھکا جس دم قلم	سرسبز لکھنے سے تھا نا آشنا جس دم قلم
چل نہیں سکتا تھا کاغذ پر صفحا جس دم قلم	صفیہ ایجاد پر جاری نہ تھا جس دم قلم

سب کا نقشہ لوح قدرت پر لکھا موجود تھا	
---------------------------------------	--

تھا کہان اول ملائک حور و غلمان کا جلو	کس جگہ تھا وحش و طیر و جن و انسان کا جلو
عالم امکان میں کب تھا جسم اور جان کا جلو	سب کے آنے سے وہاں پہلے تھا جانان کا جلو

دل نہ تھا موجود لیکن دلیر یا موجود تھا	
--	--

کیون نہ پایا اسکو جو خانہ نشین تھا اپنے گھر	کیون نہ پکڑا اسکو جو شہر گے تھا بزدلی کے
کیون چھپایا اسکو جو ہر چار سو تھا جلوہ گر	کیون نہ کی اس حاضر و ناظر انسان کے نظر

کیون نہ دیکھا اسکو جو ہر ایک جا موجود تھا	
---	--

حق کے ذوق و شوق سے بنو اٹھا میں لذتیں	پھر نہیں دنیا کی اسکو یاد آئیں لذتیں
لذتوں پر اسکو میں حق کے بڑھائیں لذتیں	ابتدا سے یاد حق سے جسے پائیں لذتیں

انتہا تک بزرگان اسکی مزا موجود تھا	
------------------------------------	--

جب ملک سلطان با فرماندہ روز زمین	اور رہا اہل نکمیں کا جب ملک ماری نکمیں
انہی گوشہ میں رہا جس تک گدا گشت نشین	جتنک انسانی مکان و نہر رہا انسان نکمیں

ہر گھڑی یکا جل سر پر کھڑا موجود تھا	
ہوگا کیا گربادشہ کھلائیگا اسے بخیر شان و شوکت چارون کھلائیگا اسے بخیر	ملک و دولت پر تسلط پائیگا اسے بخیر ساتھ کیا لیا لیا گیا جب جائیگا اسے بخیر
آیا تھا جس وقت تیرے پاس کیا موجود تھا	
کیون نہ پوچھا راز پنهان تو نے انہی آپ سے کیون نہ ڈھونڈا نور عرفان تو نے انہی آپ سے	کیون نہ دیکھا رویہ جان تو نے انہی آپ سے کیون نہ پایا فیض نروان تو نے انہی آپ سے
تیرے خود گھر میں یہ گنج لے بہا موجود تھا	
خالق سے کس واسطے چھپتا پھر اشام و لگا بٹھکر پر وہ میں کیوں کرتا رہا نامر سیاہ	دیکھنے والے سے کر لی بند کیوں تو نے نگاہ چھپ کے اور عاصی کیے کس واسطے تو نے گناہ
جب خدا تیرے مقابل دکھتا موجود تھا	
ہے شکایت نار و اس عالم ایجاد میں بن چکا جو فنا تھا اس عالم ایجاد میں	جو کہ ہونا تھا ہوا اس عالم ایجاد میں آدمی کو مل گیا اس عالم ایجاد میں
پہلے جو مقصود میں اس کے لکھا موجود تھا	
فی الحقیقت تھکے ہوئے عزت میں کرتا رہا رات دن ضائع تری دولت میں کرتا رہا	اہل عزت میں تری دولت میں کرتا رہا روز چھپ چھپ کر تجھے غارت میں کرتا رہا
چور جو گھر میں ترے سرور چھپا موجود تھا	
محسن بر غزل مصنف	
نہ چھوڑا تھ سے اسے مرد مقلی تسبیح زبان سے بول خدا کی گھڑی گھڑی تسبیح	بنالے ذکر کی تسبیح و امی تسبیح پکار خالق اکبر کے نام کی تسبیح
کہ سن لین عرش یہ سبوح جان تری تسبیح	
ہر ایک دانہ پہلے نام کر دو کار بدم	شمار جبکا ہو پڑھنے میں مشیما بدم

خدا کا ذکر سمجھ اپنا دوستدار مدام | جناب باری کو گریا بار بار مدام

پکڑ کے ہاتھ میں سمن کبھی کبھی تسبیح |

ہے اصل حب کہ محبت محبت مول | ہے سب سے اچھی اطاعت اطاعت مول
رکھ اپنے دل کا تعلق بالفت مول | دم اخیر ملک کر عبادت مول

سمجھ لے زندگی میں اپنی زندگی تسبیح |

گمان سے نکلے ملک یقین پہنچ جائے | فرشتہ بن کے بچرخ برین پہنچ جائے
یہ بندہ جس جگہ چاہے وہیں پہنچ جائے | فرشتہ بن کے بچرخ برین پہنچ جائے

پڑھے زمین پہ اگر کوئی آدمی تسبیح |

خدا نے دیدہ بنایا ہے گرتھے بنشنا | کیا ہے تجھ کو بانو اور معرفت بنیا
پڑا جو مصحف خاطر یہ ہے اٹھا پرو | پڑھ اپنے سینہ سے سبحان فی الاعلیٰ

کہ ہے یہ صفو دل پر لکھی ہوئی تسبیح |

نکال منہ سے بجز ذکر حق نہ کوئی بات | رکھ اپنے دل میں بیام و سحر تصور ذات
گزار حق کی عبادت کو شغل میں نہ ات | کبھی زبان سے نفی بول اور کبھی اثبات

کبھی پکار تو تہلیل اور کبھی تسبیح |

ہر ذوق و شوق الہی میں سب جہان | خدا کی بندگی کر کے ہین سارے مار و مور
ہر دل سے اسکی اطاعت ہر ایک کو منظور | خدا کی یاد میں ہین نام و دو و خوش و طور

اُسی کی رکھتے ہین درد زبان بھی تسبیح |

سما سے تا بسما کرتے ہین خدا کا ذکر | زمین سے تا فلک کرتے ہین خدا کا ذکر
فلک سے عرش ملک کرتے ہین خدا کا ذکر | فلک پہ سارے ملک کرتے ہین خدا کا ذکر

زمین پہ پڑھتا ہے ہر ایک آدمی تسبیح |

نہ رکھ تو فکر نہ اندیشہ شاد و کام رہو | خدا کے نام کا کرو رو سیکنا م رہو

خدا کے کام پر حاضر علی الدوام رہو	خدا کے ذکر میں مشغول صبح و شام رہو
کرا کے نام کی ہر وقت ہر گھڑی تسبیح	
توسیع بننے کی خاطر سناؤ سجادہ	ریا کے واسطے آتما بڑھانہ سجادہ
ہوا و حرص کا سر پر اٹھانہ سجادہ	غریب و مکر کا ہرگز بچانہ سجادہ
نہ بانڈھ لوگوں کے دکھلانے کو بڑی تسبیح	
کسی کو مرد ریاکار بن کے مت دکھلا	جبین عجز بجا ک نیاز رکھ اپنا
ہر ایک طرح سے کر لے عبادت مولے	ہزار دانہ کی تسبیح کی ضرورت کیا
بنائے انگلیوں کی وقت بندگی تسبیح	
زبان تشبیل قلم رکھ ہمیشہ تر سرور	جھکالے لکھنے میں مانند خامہ سرور
رقم کراپنا یہ نامہ باب زر سرور	بسلاک نظم پر دلے نئے گھر سرور
بنالے موتیوں کی حمد انبزی تسبیح	
محکم دلائل سے مزین و متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ	
ابر گوہر بار ہی ہو وقت گریبان آجکل	گل میں بے موسم بیابان ہر خندان آجکل
حالیٰ تین برعکس میں ساری نمایاں آجکل	ٹپڑھے چکر کھاتا ہے گردون گردان آجکل
چالین سب چلتا ہی الٹی دور و دوران آجکل	
جامہ ماتم ہے پنا عند لب زار نے	بند کر رکھی ہیں آنکھیں زکس مبار نے
آب و تاب سے گل کر لی ہو حاصل خاں نے	آجکل نقشہ نیابدا ہے اس گلزار نے
ہے نزلے ڈھنگ پر رنگ گلستان آجکل	
گردن میں سر فرازان جہان کی آجست	فاؤمستی کے نشہ میں پھر تو میں ہشیارست
خواری و زولت میں میں خود ساری حق پرست	کوئی مفلس ہے کوئی محتاج کوئی تنگدست
کیا شریفان جہان بھرتے ہیں حیران آجکل	

ہنگے مردان دلاور دست و ارمان میں	زندہ دل سب کا تھوہن زندگی زندان میں
رستم جنگی ہن تھنگے آجکل میدان میں	آجکل موتی لٹکتے ہن گدھونکے کان میں
ہن بچارے آدمی سرور گریبان آج کل	
صاحب دولت جو تھے اب ہن غلام کمر میں	پوچھے جو جاتے تھے انکو پوچھتا کوئی نہیں
مانگتے ہن در بدر دنیا کی خاطر اہل دین	آجکل ہن مسند دولت پر حیوان جا شین
وحشی نیکر پھرتے ہن آوارہ انسان آجکل	
ہن جوشاگردان سلطان دلیا کھلاتی ہن	روسیا ہان جہان سینہ صفا کھلاتی ہن
تیرہ باطن لوگ مردان خدا کھلاتی ہن	رہنماں راہ مولیٰ رہنما کھلاتی ہن
جور ہن گنج سلامت پر نگہبان آج کل	
ابے اس کارگاہ دہر میں ہوتی ہن کام	تازہ نقشے لکھنے جاتی ہن بیان ہر صبح و شام
صور میں اپنی بدل بھی ہر خلقت خاص و عام	جا بجا شکلیں نئی دکھلاتی دیتی ہن تمام
تازہ آتے ہن نظر دنیا میں سامان آج کل	
آج کل عاجز شریفون پر مصیبت کے کمال	اپنا اندیشے سوا فروں ہو انھیں رنج عیال
شب کو زندان الم ہر دن کو زنجیر ملال	ہن بہر حالت ہو اپنا حال سے برگشتہ حال
کس قدر اترے حال وروندان آج کل	
چاہتا بندوں سے ہو وہ بندہ پر در بندگی	مرتبہ ہو سب کے اعلیٰ سب سے برتر بندگی
بندہ ناچیز کو ہے سب سے بہتر بندگی	بندگی کر بندگی کر بندگی کر بندگی
وقت ہو اب وقت فرصت کامری جان آجکل	
بندگان بارگاہ حق میں روشن نام کر	نوش خالق کی محبت کا ہمیشہ جام کر
بندہ نیکر بندگی کا کام صبح و شام کر	آجکل کا وقت کار آمد ہے تیرے کام کر
دن کمائی کے فقط ہن مرد نادان آج کل	

کام دیتا ہوا بھی تیرا یہ جسم نیم جان	دست پالتے ہیں اور قایم ہیں بند استخوان
کان سنتے دیکھتی آنکھیں میں اور گویا زبان	بندگی کرتا نہیں کس واسطے اسے ناتوان
ہینگے سب موجود جس حالت میں سیان آجکل	
بن گیا ہر قطرہ ناچیز دریا شکر ہے	اڑ کے پہونچا چرخ چارم پر یہ وزرا شکر ہے
پائیہ عزت ہے اس عاجز نے پایا شکر ہے	سہرور ناخواندہ و کم گو خدا کا شکر ہے
مشتراہل سخن میں ہے ستمدان آجکل	
محسن بر غزل مصنف	
رکھو جاری ذکر باری اپنے منہ سے بار بار	بر در مسجد رہو قائم کھڑے دیوار دار
پاؤ اس دُور سے یہ دربار خدا ہر بار بار	بندگی کے واسطے سب مل کے بیٹھو بار بار
ہر حکم یک ایک دو تین تین اور چار چار	
ہو ترا وقت اخیر انجم کا اب وقت ہے	ساری وقتوں سے فقط آرام کا اب وقت ہے
موقع کس محنت کا اب کس کام کا اب وقت ہے	عمر گزری کٹ چکا دن شام کا اب وقت ہے
کر سیکھا کیا بھلا اس وقت اسے بیکار کا	
خشک ہو جائیگا ہر نخل طرب وقت خزان	جانور اس باغ کی چپ ہو نگلی سب وقت خزان
ہو کے خوشدل قمران بولینگلی کس وقت خزان	گل نہ آئیگا نظر گلشن میں جب وقت خزان
عند لیب زرار روئگی نہ کیونکر زرار	
چھوڑاں کی دوستی کر سارے دور دنیا کی دوست	اپنی دل سے دفع کر سب نیکے بد دنیا کی دوست
کام آنے کے نہیں اے بیخبر دنیا کے دوست	دی نہیں سکتے ہیں کچھ تھکے بد دنیا کی دوست
بن نہیں سکتے ہیں دشمن دوست اور غیار بار	
دوستی دنیا میں حاصل کہ حق تھکے ملے	پاک کر ہر دشمنی سے دل کہ حق تھکے ملے
دھونجاست یہ اب گل کہ حق تھکے ملے	بے تعصب ہر کسی سے مل کہ حق تھکے ملے

جسطح ملتے ہیں باہم دوست دوست اور بار بار	
آنکھیں کھول اور دیکھ جلو کی گلشن سجاد کے سیر کر اور دور سے گل دیکھ اس گلزار کے	نغمے سن سب میں جا کر عند لب زار کے مت لگا ہاتھ انکو کر حاصل مزید دہار کے
	پر بنا اپنی گلے کا انکو مست زہنا ر ہار
ڈھیلے ہو جائینگے یہ دل بند بعد از چند روز ڈھیلے ہو جائینگے یہ موند بعد از چند روز	سب لگ ہونگے زن فرزند بعد از چند روز آخرش کھل جائینگے یہ بند بعد از چند روز
	رشتہ سب نیا کی ہو جائینگے آخر تار تار
روکتا ہو تجھ کو تیری حق کے رستہ سے مدام نفس کا فرسے بہادر بن کے لینا انتقام	دشمن جان ہے یہ شیطان لعین بد انصرام اسکے پھندے میں آنا توڑ دینا اسکا دام
	اس پہ خود کرنا پکڑ کر ہاتھ میں تلو اور وار
اپنا بندہ حق سے چھڑوا کر نبا لیکا تجھے ایک دن یہ سانپ نکر مار ڈالیکا تجھے	مسند عز و شرافت سے اٹھا لیکا تجھے اثر و ہائیکر فقط اک دم میں کھا لیکا تجھے
	نفس امارہ کیا کرتا ہے ہر دم مار مار
نیک خواب بد کوئی رہتا ہو وار دہر میں موسم گل یا خزان ہو لالہ زار دہر میں	ہو ترقی یا تنزل روزگار دہر میں خار ہو یا گل ہو پیدا نور بہار دہر میں
	دل کو ایسے انقلابوں کے نہ رکھنا خار خال
ایسا کیوں کہتا ہو بجا صل تو اپنی آپ کو سخت بیماری ہو درد دل تو اپنے آپ کو	کرتا ہو دنیا پہ کیوں مائل تو اپنے آپ کو کس لیے کرتا ہو خود گھائل تو اپنے آپ کو
	بن کے نابہر ہر مست اے مسرور بیمار مار
	مختسیر بر غزل مصنف
بخشش کے وقت مال کو مست کر شمار بخشش	سو بخشش حق کے نام پہ مسرور ہزار بخشش

مال اپنا دل کو کھول کے اسے مالدار بن	جو ایک دے طلب کرے تو اسکو چار بخش
جبتک ترا خزانہ پہ ہے اختیار بخش	
حق نے کیا ہے تجھکو اگر اہل منزلت	اور رکھ دیا ہے سر پہ ترے تاج مکرمت
سائل کو اپنے باب کے محروم چھوڑ مت	کر لطف عاجزون پہ فقیروں پہ رحمت
مال و گھر مفلس و بیروزگار بخش	
دنیا میں ہونا چاہتا ہے سرخ رواگر	مطلوب عاقبت میں بھی ہے ابر و اگر
بخشش کی کچھ ہے دل میں ترے آرزو اگر	امیدوار مغفرت ہے حق ہے تو اگر
تو بھی گناہ بندہ فقیر و ارب بخش	
بندوں پہ پورا فضل خدا ہوگا حشر کو	سب کو بہشت حق سے عطا ہوگا حشر کو
سب دور درو رخ و بلا ہوگا حشر کو	لا تقطوا کا وعدہ وفا ہوگا حشر کو
سارے گناہ دیکھا وہ پروردگار بخش	
کرتا ہے اپنا نامہ اعمال خود سیاہ	بھولا ہوا یہ آدمی گمراہ خواہ مخواہ
پر کس قدر ہے مرحمت حضرت الہ	ہر بار بندہ کرتا ہے جو بھول کر گناہ
باری تعالیٰ دیتا ہے وہ بار بار بخش	
اندازہ نہاروا ہو سخاوت کے کام میں	تعداد کب بجا ہے سخاوت کے کام میں
دنیا ہی مدعا ہے سخاوت کے کام میں	گنتی ضرور کیا ہے سخاوت کے کام میں
جو بخشتا ہے مال سے تو بیشمار بخش	
غافل نہ رہ زمانہ میں ہر وقت کام کر	ہر دم گناہ کرنے سے رکھ دل کو تھام کر
اپنی رہائی کے لیے کچھ اسطفاںم کر	تو بہ ہر ایک جرم سے ہر صبح و شام کر
تا دیوین تجھکو خالق لیل و نہار بخش	
لیل و نہار جن پہ تو کرتا ہے جان نثار	رہتا ہے روز جن کی محبت میں بقرار

ہر خجے دیکھنے کا بہر حال انتظار	تیری مدد کرینگے یہاں کیا یہ دوستدار
کیا عاقبت میں دینگے یہ دنیا کو بخشش	
مست رکھ کیسے عشق میں پامال اپنا دل	اپنے لیے بنالے نہ جنجال اپنا دل
دلبر کو اپنے مانگے تو دے ڈال اپنا دل	کردے خدا اسی پہ بہر حال اپنا دل
جانان کو اپنے جان بھی اسی جان نثار بخش	
یار غریب بندہ نادان پہ رحم کر	ہر آدمی پہ فضل ہر انسان پہ رحم کر
ان بکیوں کے دیدہ گریان پہ رحم کر	ان عاجزون کے حال پریشان پہ رحم کر
یار بگناہ مسرور امیدوار بخش	
ترکیب بند	
بندہ حق بندگی کا کام کر	نیک ہو جس کام کا انجام کر
عجز سے ہر رات دن گردن جھکا	سجدہ اخلاص صبح و شام کر
پنی شراب عشق ربانی مدام	نوش الفت کا ہمیشہ جام کر
آدمی ہے تو اگر وحشی نہ بن	آدمیت اپنی مت بدنام کر
ہر گنہ سے روک اپنے آپ کو	دل کو رکھ دنیا سے دوں بچھا کر
حق پرستی میں بہت مضبوط ہو	بندگی میں اپنا استحکام کر
اپنا رکھ خلق خدا سے خلق نیک	نیک ہو بندوں میں دشمن نام کر
مست رہو دنیا میں حق کا قرضدار	اپنے ذمہ سے ادا یہ دام کر
طاعت خالق میں اپنے جسم پر	رات اور دن کا حرام آرام کر
کام کے دن جب گزرتے جاتی ہیں	کچھ تو فکر گردش آیام کر
رکھ نہ اس دنیا پہ امید وفا	دور خاطر سے خیال خام کر
بن محمد سب تعلق چھوڑ کے	

ہوا کیلے سارے رشتے توڑ کے

پہلے اس ہستی کی ہستی تھی کہاں کون تھی صورت تری اظہار کی تھا کہیں تو خاک یا گرد و غبار برق کی مانند آتشبار تھا تیرا مسکن تھا زمین پر یا کہیں خار تھا یا گل تھا یا سر و چین بن کے قمری یا کیا کرتا تھا شور عرش یا کرسی تھا یا لوح و قلم خاک کا ذرہ تھا تو یا آفتاب نور تھا یا سایہ بے نور تھا الغرض سب کچھ تھا اور کچھ نہیں تھا	اے بشر تیرا معین تھا مکان نام کیا تھا کیا پتہ اور کیا نشان آگ تھا یا باد یا آب روان یا شکل ابر تھا گوہر فشان اُڑتا پھرتا تھا با وج آسمان غند لیب زار تھا یا باغبان کبک تھا یا بلبل فریاد خوان یا زمین یا گردش و وزمان پانی کا قطرہ تھا یا بحر روان غم من تھا اندوہ گین یا شاو مان جس کے واقف تھا خدا و دو جان
---	---

اب بھی اسی خاک کی تو اصل اپنا نہ بھول

چار دن کی بات پر اتنا نہ بھول

کوئی دن میں جب گزر جائیگا تو ویدہ عالم سے ہو گا نا پدید یہ جو ہر مٹی کا گھوڑا دوڑتا ہو گی گردل میں تر و محب وطن آیا تھا تو جس جگہ سے بس وہیں ہے مکان لا مکان تیرا مکان سخت مشکل ہو گی گراے بر و بار	اور سفر دنیا سے کر جائیگا تو روبر و لوگوں کے مر جائیگا تو پشت سے اُسکی اتر جائیگا تو خوشدلی سے اپنے گھر جائیگا تو کر کے طے اپنا سفر جائیگا تو اے مکیں آخر جدھر جائیگا تو باز سر پر پانڈھ کر جائیگا تو
---	---

<p>ساتھ اپنے کچھ نہیں لے گیا بھول جائیگا تجھے جتنے ہنر دست وصل ہو جائیگا حق کی ذات حق جمع کرے وقت ہر عرفان کا گنج</p>	<p>چھوڑ کر یہ سبم دزر جائیگا تو دل سے لوگوں کے اتر جائیگا تو جتنا بگڑا ہے سنور جائیگا تو لیکے کیا اے بے ہنر جائیگا تو</p>
<p>تیرے چل دینے کا جب وقت آئیگا ایک ساعت بھی نہ مہلت پائیگا</p>	
<p>وقت پر عامی ترا ہوئیگا کون تیری اس کشتی کا اس گرداب میں کون غمخواری کر لیا وقت غم جس جگہ پر تو ہے اٹھتا بیٹھتا بارکش اس تیرے سنگین بار کا دیدہ حیرت سے تیری خاک کو آج کل جس گھر میں تو آباد ہے جب چلا جائیگا تو پھر کیا خبر کون دو لہند ہو گا کون شاہ کون بن جائیگا بدکار و نین بر دیکھیے مہنام تیرے نام کا</p>	<p>یار کون اور آشنا ہوئیگا کون نا خدا غیر از خدا ہوئیگا کون چارہ گر اس درد کا ہوئیگا کون کون بیٹھ گیا کھڑا ہوئیگا کون دوسرا تیرے سوا ہوئیگا کون دیکھیں آس دن دیکھتا ہوئیگا کون تیرے بعد اس میں بسا ہوئیگا کون کون آیا اور گیا ہوئیگا کون کون مفلس اور گدا ہوئیگا کون نیک بند و نین بھلا ہوئیگا کون پھر جہان میں دوسرا ہوئیگا کون</p>
<p>کے پھر تیرا نشان مل جائیگا دولت و ملک و مکان مل جائیگا</p>	
<p>فی الحقیقت تو ہے تپلا خاک کا خاک ساری سے فقط رکھ اپنا کام</p>	<p>جسم ہے تیرا سراپا خاک کا جس سے بن جاتا ہر سونا خاک کا</p>

<p>عش پر ہو کیون ترا ایسا دماغ بن گیا ہو آگ نادان کس لیے گر مسیر ہو بہن اسے خاکسار خاک تھا پہلے بھی اس مستی سے تو سرنگون رہتا ہو حسیر آسمان ہے ظہور نور حق جس سے مدام ہو مگر تھوڑے دنوں کے واسطے بے ٹھکانے ہو گا آخر ایک وز</p>	<p>ڈرہ کیون اڑتا ہو اتنا خاک کا اصل کیون بھولا ہو اپنا خاک کا اس بدن خاکی پہ جوڑا خاک کا پھر بھی ہو جائیگا تو دوا خاک کا مرتبہ ہے سب کے اوس خاک کا دیکھ یہ پتلا ہے کیسا خاک کا ہو رہا ہے جو تماشا خاک کا جس قدر ہے اب ٹھکانا خاک کا</p>
<p>ایسی اندھیری اچانک آسگی خاک کو تیری اڑا نہیں آسگی</p>	
<p>ہے غرور اسے نوجوان کس بات پر استقدر اٹھتا ہو مارِ محوش کے کیسی ہے تفریر کیسی گفتگو جبکہ جانے کے لیے آیا ہے تو دار فانی میں امید زندگی بے نشانی جبکہ ہے اپنا مال جبکہ گھڑریز میں ہو گا ترا کرتا ہے اہل بلبیل تصویر تو چند روزہ یہ تری گلزار ہے دن تری چلنے کو آئے ہیں قریب کس طرح جائیگا حق کے روبرو</p>	<p>حق کو بھولے ہو میان کس بات پر مغز سے تیرے دھوان کس بات پر اتنی کھولی ہے زبان کس بات پر پھر یہ تکیہ اور مکان کس بات پر جھوٹی یہ وہم و گمان کس بات پر اتنے یہ نام و نشان کس بات پر پھر خیال آسمان کس بات پر استقدر شور و فغان کس بات پر ہو بھروسہ با عیان کس بات پر پانوں پھیلائے ہیں یاں کس بات پر منہ دکھائیگا وہاں کس بات پر</p>

ابتدا میں سوچ لے انجام کر
وقت پر ہو گا وگرنہ شرمسار

یہ نہیں ہرگز نہیں ہرگز نہیں عجز سے رکھیں گے سر پر زمین روشنی پاؤں ترے دل نکالیں کس طرح حاصل ہو اس دنیا سودین تا تھکے تیری طرف چرخ برین خاک سے آلودہ رکھ اپنا جبین غیر سے کوتاہ کر لے آسیتن چھوڑ کر کبر و غرور و بغض و کین نیک و بد کو کر لے اپنا ہنشین صفوحہ عالم پر بچشم و دوربین اسکی خاطر دل نہ رکھ اپنا خزین	بے عبادت قرب ملتا ہو کہین مثل گرد و ن ہو گا تو گردن بلند لکھے گرسینے پہ نقش کردگار غیر کی الفت میں حق کو بکریلے سر جھکا اے سرور ملک جہان سرخ روئی گر تجھے مطلوب ہے ہاتھ پھیلا اپنے حق کے روبرو دوستان حق سے کر لے دوستی دوست اور دشمن سے رکھ اپنا پایا صانع اکبر کی صنعت دیکھ لے چھوڑنے کی چیز ہے دنیا کا مال
--	---

کل کو جو چھوڑ لگا فوراً چھوڑ دے
آج ہی جوڑا سکا دل سے توڑ دے

حاضر و ناظر خدا ہے دیکھ لے لوح عالم پر لکھا ہے دیکھ لے کیا تماشا ہو رہا ہے دیکھ لے زنگ س گلشن کا کیا ہے دیکھ لے اوجہ کس کس کی بنا ہے دیکھ لے کیسا کیسا گل کھلا ہے دیکھ لے	بلوہ حق جا بجا ہے دیکھ لے ہر جگہ اس کاتب قدرت کا نقش دل کی آنکھیں کھولے اہل نظر ڈھنگ کیا ہے عالم اسباب کا پست ہر کس کس کا ہستی میں مکان بوستان دہر میں اے عندلیب
--	---

سب کی خاطر آنے اور جانے کا ظاہر و باطن کو چشم غور سے پانی کا قطرہ ہے سب کی ابتدا دیکھنے والا ترے اعمال کو کوئی دن میں آنکھیں ہو جائیں گی	دار و دنیا میں کھلا ہے دیکھ لے گر تر اسینہ صفا ہے دیکھ لے خاک آخرا نہتا ہے دیکھ لے چھپ کے ہر دم دیکھتا ہو دیکھ لے آج کل جو دیکھتا ہے دیکھ لے
--	--

دیدہ مروجہ سے جب چھپ جائیگا
پھر تو کس کے دیکھنے کو آئے گا

دیکھ کیا دنیا کی رنگیں ہے بہار حق نے پیدا کی ہے مانند بشت برسا کرتا ہے ہمیشہ رات دن گلرخان دہر اس گلزار میں بادشہ ہے تخت گلرنگی پہ گل پھولتا ہے اس چمن میں تازہ پھول گاہ بیرونق خزان سے باغ ہے جا بجا خندان کبھی گلزار ہے لیکے پیالہ ہے کسین لالہ کھڑا مجمع گل ہے کبھی اس باغ میں سیر کر اس باغ کی شام و سحر	ہے شگفتہ جس سے گھر گھر لالہ اس چمن کی خاک ساری آبدار اس پر ابر رحمت پروردگار جاتے آتے ہیں ہمیشہ بار بار بلبلین ہیں خادمان جان نثار ہر گھڑی شام و سحر سل و نہار مثل بو اڑتا ہے گلشن کا غبار اور کبھی ابر بہاری اشکبار ہو کسین نرگس کی آنکھوں میں خار اور کسین پھیلا ہوا دامان خا باندہ دل مست اس سے لیکر نہ مٹا
--	--

کیونکہ یہ گلشن ہے اور گل چند روز

نغمہ زن ہے اس میں بلبل چند روز

کب تلک آخر رہیگا جلوہ گر	سرسزمین پر جلوہ شام و سحر
--------------------------	---------------------------

کب تلک گردش میں ہوگا آسمان	کب تلک چکر آئنگے شمش و قمر
خانہ عالم میں یہ فرش زمین	ہوگا کب تک مسکن جن و بشر
ہوگا پیداکب تلک پھر سے لعل	کب تلک بھلگا دریا سے گہر
کب تلک ہوگی برق آتش نشان	پانی برسا یگا کب تک ابر تر
تخت پر بیٹھینگے کب تک بادشاہ	کب تلک سائل پھرینگے دربار
پھولتے کب تک رہینگے ایسے پھول	کب تلک لائیگا یہستان ثمر
داب کر رکھینگے کب تک لدار	گنج مال و گنج سیم و گنج زر
کب تلک باقی رہینگے انہو لوگ	دار و فانی کو بنا کر اپنا گھر
ہو رہا ہے جو تماشار و برو	دیکھینگے کب تک سے اہل نظر
باور تھینے شجر میں آج کل	مرگ کا کب تک نہ کھائینگے تر

نقشہ یہ آخر کھینچا کب تلک

کھینچے پھر قاسم رہیگا کب تلک

دولت دنیا کی پرواست کرو	سامنے آئے تو دیکھا مت کرو
تم سے آخر کار جو چہن جائیگی	ایسی دولت پر بھروسہ مت کرو
مرنے دم تک بھی توجہ ہوو غیر	مت کرو ادھر میرے مولیٰ مت کرو
عمر و دولت بے سہارا چر ہے	دوستوں اسکی تنہا مت کرو
خاکساری کے بغیر ایسے بندگان	فخر اور عزت کا دعویٰ مت کرو
ہو وے آخر جس سے ناکامی نصیب	ابتدا میں کام ایسا مت کرو
رشتہ الفت خدا سے باندہ لو	دل میں جب غیر رکھا مت کرو
واقعہ سر حقیقت کے بغیر	راز اپنے دل کا افشا مت کرو
اپنے حنا لہق پر فضا تکیہ کرو	خلق سے ہرگز تو لا مت کرو

اپنے حق سے دولت دین ننگ لو	مال دنیا کا پیا رامت کر و
خود قدم رکھنا نہو جس راہ پر	رستہ اس رستے کا پوچھا مت کر و
یار و سرور کی نصیحت مان لو	
جان لو دنیا کو اور چپان لو	

تاریخ طبع از منشی غلام حیدر رضا حیدر کہ مطبوعہ سابق طہتی اور اب مطبع ہذا
صح صاحب نے اسکو درست کرویا چنانچہ بطبع ساحل سن سین بکلتی ہین

کیسی خوش خطی سے ہے لکھی گئی	یہ کتاب بے بدل حمد ایزدی
کیا یہ دیوان لائق تعریف ہے	سرور لاہور کی تصنیف ہے
کیسا یہ دیوان ہی دیوان لا جواب	کیسی اچھی ہے یہ لاثانی کتاب
ہی یہ دیوان داروئے درماندگان	ہے یہ دیوان حرز جان عاشقان
کستہ راس کے مضامین تیز ہین	کیسے شور انگیز و درد آمیز ہین
اسکو جب پڑھتے ہیں مردان خدا	پورا پالینے ہین اپنا مدعا
حق کا طالب اسکی رکھتا ہے طلب	و مہدم ساعت بساعت روز و شب
معرفت کا جسکے دلیں ذوق ہے	اسکے پڑھنے کا اُسی کو شوق ہی
وقت تنہائی یہ دیوان یار ہے	حالت غم میں ہی غمخوار ہے
چھوٹا سا دیوان ہے یہ لکھا گیا	پر بڑا ہی اس سے حاصل فائدہ
مستفید اس سے ہوا اب سار لہجان	نیک و بد خرد و کلان پیر و جوان
ہاتھ غیبی نے وقت فکر سال	مجھے حیدر یہ کہا بے قیل و قال
پڑھ ز روے بہتری سال منیر	چھپ گئی کیا ہی یہ حمد بے نظیر
	۱۳۲۷ھ

خاتمة الطبع

ہر وقت میں تائید افضال سرمدی اور امداد ایزدی کی درکار ہے کہ اسی کے افضال سے چال
 سے اکثر کتب ہر ایک علم و فن کی اس مطبع نامی میں طبع ہوئیں کہ جس سے جو ہر لیاقت
 اور مادہ قابلیت علمی ہر مصنف کا غنی قدر مراتب عالم پر آشکار ہوا سچ ہے کہ ہر ایک کی
 صلاحیت طبع جدا گانہ ہو کیسے طرز سخن کا اور ہی رنگ ہو کیسی بول چال شوخی انداز کلام کا
 نرالا ہی ڈھنگ ہو مگر ہر ایک سخن کے آستان جامعیت فتون میں یکتا کم ہو نگئے جیسے
 کہ مجموعہ کمالات سخنور صاحب فکر ارجمند زبان اور مرتفی معارج کمالات بلند کلیم طو سخن دانی
 عند لیب گلستان خوش بیانی متصف بجامد باطنی و ظاہری مفتی غلام سرور صاحب
 لاہوری ہیں صاحب تصنیفات کثیر جنکی تصانیف سو بہت کتابیں اس مطبع میں طبع ہوئیں
 اور بڑی خواہش سے یکین مثل گلدستہ کرامات خرمینۃ الاصفیاء گنجینہ سروری معروف
 بہ گنج تاریخ مخزن حکمت اخلاق سروری گلشن سروری بہارستان معروف بہ گلزار شاہی
 لغات سروری حقیقۃ الاولیاء دیوان سروری مدحیہ حضرت محبوب سبحانی۔ دیوان
 نعت سروری سبحان اللہ کیا تیسرا دیوان تصنیف فرمایا ہی نئی روش کی غزلین ردیف
 وار اور مخمسات کا چمنستان کھلایا ہے جس میں حمد خداوند حقیقی کو اور مضامین سلوک تصوف
 اور ترک علائق دنیا سے دون کو کس حسن بیانی سے بنا ہا ہے اور دولت پند و نصائح
 اور ترغیب عبادات کے حصول کے لیے ہی دیوان گو یا بمنزلہ منادی ہو جس کا نام دیوان
 حمد ایزدی ہے۔ اور حق بھی یہی ہے کہ شاعری وہی مقبول اور مختار ہے جس میں حمد خداوند
 عالم جل جلالہ وجل شانہ اور نعت حضرت رسول محبوب پروردگار ہے یا جو مشعر منقبت
 آل مجاد اور عمرت اطہار اور مین مدحت اصحاب خیار حضرت سید ابراہار ہے کیونکہ دنیا
 میں ایسی شاعری حصول سعادت اور برکت کا ذریعہ ہے اور آخرت میں وصول شرف
 اور نجات کا وسیلہ ہے ایسی ہی شاعری برگزیدہ اور پسندیدہ ہے اور فاعل اس کا

مرد عاقل اور فہمیدہ ہے جس فعل کا مال اور نتیجہ اچھا منج ہو وہی فعل سنجیدہ ہے کام وہی
 بہتر ہے جس میں خوشنودی خدا اور رضامندی رسول مقبول متصور ہو اور انجام جسکا بہتر
 ہو نہ کہ ایسی شاعری جو اول سے آخر تک بندش مضامین خط و خال اور لب و لہجہ
 معشوقِ ظاہری سے مملو ہو اور جسکے ہر پہلو میں غلو ہو فراق یا راور صدمات ہجر کی جن جن
 اشعار میں بندش باندھی جاتی ہے گویا معاذ اللہ قیامت ڈھائی جاتی ہے کسی جگہ شعر میں
 اپنے آپ کو مردہ بناتے ہیں کہیں جی جاتے ہیں شاعر علیہ السلام نے ایسے ہی شعر کو مگر
 معاصی ٹھہرایا ہے معصیت شعار فرمایا ہے اور کلام بلاغت نظام حضرت رب نام عز
 اعنی فرقان حمید و قرآن مجید میں الشعر المیت بہم الفاوون ایسوں ہی کو حق میں یا
 مردانِ خیر سگال اور انجام میں کو ایسی بندشوں سے باز رہنا چاہئے اور ہر طرح احتراز
 کرنا چاہئے وبالذات توفیق و ہو الرئق اللعلی والسلام علی من تبع الهدی۔ المختصر یہ دیوان
 برکت تو امان جو اپنی خوبوئیں اپنا آپ ہی نظر نہیں پہلے چند بار مطبع منشی نو لکھنؤ
 صاحب سی آئی ای موسوم بہ اودھ اخبار واقع شہر لکھنؤ اور لاہور میں چھپا اور
 فی الحال حسب استبداد شایقین بانیین مطبع منشی نو لکھنؤ واقع شہر کانپور میں بسیر
 امیر باذل سخی دریا دل محلے القاب ذی الجود المحاسن عالیجناب منشی پراگ نرائن صاحب
 بھار گورائے بہادر مالک مطبع دامت اقبالہ باہتمام کامل منشی بھگواندیاں صاحب عاقل
 ایجنٹ مطبع بمبہ ستمبر ۱۹۰۹ء بار اول طبع ہوا

تاریخات طبع

از افضل الاماثل منشی بھگواندیاں صاحب عاقل بحیث مطبع

لکھا سرور نے یہ دیوان حمد و نعت میں لکھا
تفکر تم عبث کرتے ہو فکر سالِ ہجری میں
کہ جبکی بزمِ اہل قال میں تعریف بچیدہ
لکھو عاقل نکو حمد خدا و نعت احمدی
۱۳۲۷ھ ہجری

از مولانا محمد حامد علی خان حامد شاہ آبادی محافظہ عملہ تصحیح

یہ دیوان جو ہے حمد اور نعت میں
نہ کیوں سر بر آورده ہو اسکی نظم
تصانیف ہے اسکی مطبوع کل
ہوئی سالِ تاریخ کی بھگواندیاں
تو دیوانوں میں سب سے بڑھکر یہ ہے
کہ مشہور تصنیف سرور یہ ہے
حقیقت میں اعلیٰ سخنور یہ ہے
کہ اب مشغلہ میرا کثرت یہ ہے

لکھا میں نے حامد یہ مصراع طبع
چھپا خوب دیوان بہت تر یہ ہے

۱۳۲۷ھ ہجری



**ALLAMA
IQBAL LIBRARY**

UNIVERSITY OF KASHMIR

**HELP TO KEEP THIS BOOK
FRESH AND CLEAN**